لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

فتح مکہ سے لشکر اسامہ تک

تاریخ اسلام

دنیا میں اسلام کیسے پھیلا

دس ہزار صحابہؓ کی فتح مبین

فتح مکہ

دلکش منظر

مرتبہ

حافظ عبدالوحید الحنفی

چکوال

32

سلسلہ اشاعت نمبر

کشمیر بک ڈپو چکوال

alnoor 0334-8706701

یااللہ
اصل کلمہ اسلام لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ
حق چار یار

تاریخِ اسلام
دُنیا میں اسلام کیسے پھیلا؟
(حصہ ششم)

دس ہزار 10,000 صحابہ رضی اللہ عنہم کی فتح مبین

فتح مکہ
دلکش منظر

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

مرتبہ
حافظ عبدالوحید الحنفی
چکوال

سلسلہ اشاعت نمبر 32

شائع کردہ: کشمیر بک ڈپو سبزی منڈی، تلہ گنگ روڈ، چکوال

النور منیجمنٹ چکوال 0334-8706701 0543-421803

www.khudamahlesunat.com

فہرست عنوانات

مہم (۶۸) فتح مکہ	3
حضرت ابوسفیانؓ بن حارث کا قبول اسلام	4
حضرت ابوسفیان صخرؓ بن حرب کا قبول اسلام	5
مکہ مکرمہ میں داخلہ	8
مسجد حرام میں داخلہ	15
باب کعبہ پر خطبہ	17
سرایا کی روانگی	28
فتح مکہ کے بعد مبلغین اسلام کی روانگی اور تشکیل	29
مہم (۶۹) سریہ (۴۴) ہدم بت عزیٰ	30
مہم (۷۰) سریہ (۴۵) ہدم بت سواع	31
مہم (۷۱) سریہ (۴۶) ہدم منات	32
مہم (۷۲) سریہ (۴۷) بنو جزیمہ	32
مہم (۷۳) غزوہ (۲۶) جنگ حنین	33
مہم (۷۴) سریہ (۴۸) سریہ اوطاس	39
مہم (۷۵) سریہ (۴۹) سریہ ذوالکفین	39
مہم (۷۶) غزوہ (۲۷) غزوۂ طائف	40
مہم (۷۷) سریہ (۵۰) لات بت کی تباہی	43
مہم (۷۸) سریہ (۵۱) سریہ عیینہؓ بن حصن الفرازی	44
مہم (۷۹) سریہ (۵۲) بنی مطلق	45
مہم (۸۰) سریہ (۵۳) نوات	46
مہم (۸۱) سریہ (۵۴) بنی کلد یب کو دعوتِ اسلام	47
مہم (۸۲) سریہ (۵۵) سریہ علقمہؓ بن مجزر المدلجی	47
مہم (۸۳) سریہ (۵۶) بنو طے	48
مہم (۸۴) غزوہ (۲۸) غزوہ تبوک	49
شانِ صدیق اکبرؓ علامہ اقبال کی نظر میں	50
مہم (۸۵) سریہ (۵۷) کندہ مہم	56
مہم (۸۶) بنی الحارث کو دعوتِ اسلام	57
مہم (۸۷) اہل یمن کو دعوتِ اسلام	60
مہم (۸۸) سریہ (۵۸) ارضِ فلسطین	61
مشاورت میں صحابہ کے ارشادات	64
مہاجرینؓ وانصارؓ اور علیؓ المرتضیٰ کی صدیق اکبرؓ کی بیعت	69
ابوبکرؓ صدیق کی امامت میں علیؓ المرتضیٰ کی نماز	70
خلافت النبوۃ	77
خلفائے راشدینؓ	78
لشکر اُسامہ اور خلافت ابوبکرؓ صدیق	79
تیس ہزار کا لشکر جرار	80

☆☆☆☆

ترتیب: حافظ عبدالوحید الحنفی (ساکن اوڈھروال تحصیل وضلع چکوال) 0313-5128490

15 ذی الحجہ 1432ھ مطابق 12 نومبر 2011ء ...... قیمت 50 روپے

ٹائٹل و کمپوزنگ: ظفر محمود ملک **النور** مینجمنٹ ڈب مارکیٹ، پنوال روڈ چکوال

ڈیزائننگ ✿ کمپوزنگ ✿ سکیننگ ✿ پرنٹنگ ✿ بک بائنڈنگ

0334-8706701 zedemm@yahoo.com

فتح مکہ سے لشکرِ اُسامہ تک

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانَا اِلٰی طَرِيْقِ اَهْلُ السُّنَّةِ وَ الْجَمَاعَةِ بِفَضْلِهِ الْعَظِيْم وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ الَّذِیْ كَانَ عَلٰی خُلُقٍ عَظِيْم وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَخُلَفَائِهِ الرَّاشِدِيْنَ الدَّاعِيْنَ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْم

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا O (پ۲۶ سورۃ الفتح آیت ۱)

ترجمہ: بے شک ہم نے آپ کو ایک کھلم کھلا فتح دی۔

مہم (۶۸)......فتح مکہ (رمضان ۸ھ)

جدہ کی بندرگاہ سے مغرب کی طرف ۷۰ کلومیٹر پر مکہ معظّمہ ہے۔

حضور ﷺ مدینہ منورہ میں حضرت ابورہم کلثوم بن حصین بن عتبہ بن خلف کو حاکم مقرر کر کے دسویں رمضان میں مکہ معظّمہ روانہ ہوئے۔ حضور ﷺ اور سب لوگ روزہ دار تھے یہاں تک کہ جب آپ مقام کدید میں پہنچے جو عسفان اور طرنج کے درمیان ہے، حضور ﷺ نے روزہ افطار کیا۔

(۲) جب آپ ﷺ مقام ظہران میں پہنچے تو آپ ﷺ کے ساتھ دس ہزار صحابہ کرام کا لشکر جرّار تھا اور مہاجرین و انصار میں سے کوئی شخص

پیچھے نہ رہا تھا۔ سب اس جہاد میں شریک تھے۔ جب آپ ﷺ ظہران میں پہنچے تو قریش کو اس وقت تک حضور ﷺ کی طرف سے کوئی خبر نہیں پہنچی تھی۔ اور اُن کو کچھ خبر نہ تھی کہ حضور ﷺ کیا کر رہے ہیں۔ حضرت عباسؓ اپنے اہل و عیال کو لے کر ہجرت کر کے مدینہ کو جا رہے تھے کہ حضور ﷺ سے مقام جحفہ میں اُن کی ملاقات ہو گئی۔ اور پہلے حضرت عباسؓ مکہ میں اپنے عہدہ سقایت پر قائم تھے اور حضور ﷺ بھی ان سے خوش تھے۔

حضرت ابوسفیانؓ بن حارث کا قبول اسلام

مقام ابواء میں حضرت ابوسفیانؓ بن حارث اور حضرت عبداللہؓ بن ابی امیہ بن مغیرہ آپ کو ملے۔ یہ مقام مکہ اور مدینہ کے درمیان میں ہے۔ پس انہوں نے حضور ﷺ کے پاس جانا چاہا۔

حضرت اُمّ سلمہؓ نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ کے چچا کا بیٹا اور پھوپھی کا بیٹا، آپ ﷺ کے پاس آنا چاہتا ہے۔ حضور ﷺ نے ان کو حاضری کی اجازت دے دی۔ پس حضرت ابوسفیانؓ بن حارث اور حضرت عبداللہؓ بن ابی امیہ بن مغیرہ حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے اور حضرت ابوسفیانؓ نے اپنی گذشتہ کارروائیوں کا جو اسلام اور مسلمانوں کی عداوت میں کی تھیں، از حد عذر کیا۔ اور آپ ﷺ نے ان کو معاف کر دیا۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

www.khudamahlesunat.com

حضرت ابوسفیان صخر بن حرب کا قبول اسلام

انہی دنوں میں ایک روز ابوسفیان صخر بن حرب اور حکیم بن جذام اور بدیل بن ورقا خبروں کی تلاش میں مکہ سے باہر نکلے اور مقام ینق عقاب میں جب مہر الظہر ان کے قریب پہنچے تو حضورﷺ کا لشکر نظر آیا تو گھبرا گئے۔

حضورﷺ نے لشکر کو حکم دیا کہ ہر شخص خیمہ کے سامنے آگ سلگائے۔ ابوسفیان نے کہا کہ یہ آگ کیسی ہے؟ بدیل نے کہا: یہ آگ قبیلہ خزاعہ کی ہے۔ ابوسفیان نے کہا: خزاعہ کے پاس اتنا لشکر کہاں سے آیا؟ وہ تو بہت قلیل ہے۔ رسول اللہﷺ کے لشکر کے گشتی دستہ نے ان کو جب دیکھا تو گرفتار کر لیا۔

حضرت عباسؓ بھی رسول اللہﷺ کے خچر پر گشت لگاتے ہوئے اِدھر آ نکلے اور ابوسفیان کی آواز پہچان کر فرمایا: اے ابوسفیان! یہ رسول اللہﷺ کا لشکر ہے۔ اللہ کی قسم! اگر تجھ پر فتح یاب ہو گئے تو تمہاری گردن اُڑا دیں گے۔ اور قریش کی اس میں بہتری ہے کہ آپﷺ سے امن کے خواستگار ہو جائیں اور اطاعت قبول کر لیں۔

ابوسفیان، حضرت عباسؓ کے پاس پہنچے اور کہا: اے عباسؓ! رہائی اور مخلصی کی کیا صورت ہے؟ حضرت عباسؓ نے کہا: میرے پیچھے اس خچر پر سوار ہو جاؤ۔ رسول اللہﷺ کی خدمت میں لے کر آپ کو حاضر ہوتا ہوں

خادم اہل سنت حافظ عبد الوحید الحنفی

تا کہ آپ کے لئے امن حاصل کروں۔

حضرت عباسؓ ان کو ہمراہ لے کر لشکر اسلام دکھاتے ہوئے، آپ ﷺ کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! یہ ابوسفیان ہیں، میں نے ان کو اپنی پناہ دی ہے۔

آنحضرت ﷺ نے ابوسفیان کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا: اے ابوسفیان! کیا وقت نہیں آیا کہ یقین کرے؟ لا الہ الا اللہ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں)۔ اے ابوسفیان! کیا تیرے لئے ابھی وقت نہیں آیا کہ تو مجھ کو اللہ کا رسول (ﷺ) جانے۔ بعد ازاں ابوسفیان نے اسلام قبول کر لیا اور کلمہ شہادت پڑھ کر آپ ﷺ کی بیعت کر لی اور آپ کے دوسرے گرفتارشدگان بھی مسلمان ہو گئے۔

حضرت ابوسفیانؓ کے مسلمان ہو جانے کے بعد حضرت عباسؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ابوسفیانؓ سردارانِ مکہ میں سے ہیں، آپ ان کے لئے کوئی ایسی شے کریں جو ان کے لئے باعث عزت و شرف اور موجب امتیاز ہو۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اچھا اعلان کر دو کہ جو شخص ابوسفیانؓ کے گھر میں داخل ہو، وہ مامون ہے۔ حضرت ابوسفیانؓ نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میرے گھر میں سب آدمی کہاں سما سکتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اور جو شخص مسجد حرام میں داخل ہو جائے، وہ بھی مامون ہے۔ حضرت

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

ابوسفیانؓ نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! مسجد حرام بھی کافی نہیں ہو سکتی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اچھا جو شخص اپنا دروازہ بند کر لے، وہ بھی مامون ہے۔ حضرت ابوسفیانؓ نے کہا: ہاں اس میں بہت وسعت اور گنجائش ہے۔

اس کے بعد آنحضرت ﷺ جب مرالظہر ان سے روانہ ہونے لگے تو حضرت عباسؓ کو حکم دیا کہ ابوسفیانؓ کو لے کر پہاڑ پر کھڑے ہو جائیں تا کہ لشکر اسلام کو بخوبی دیکھ سکیں۔ چنانچہ یکے بعد دیگرے جب قبائل جوق در جوق گزرنے لگے تو حضرت ابوسفیانؓ دنگ رہ گئے۔ جو قبیلہ سامنے سے گزرتا تھا، حضرت ابوسفیانؓ پوچھتے جاتے کہ یہ کون سا قبیلہ ہے؟

سب سے پہلے حضرت خالدؓ بن ولید ایک ہزار یا نو سو کا دستہ لے کر گزرے۔ پھر اور مختلف دستے گزرے تا آنکہ اخیر میں حضور ﷺ مہاجرینؓ وانصارؓ کے مسلح اور زرہ پوش لشکر کے جلو میں جلوہ افروز ہوئے۔

حضرت عباسؓ کہتے ہیں: میں نے حضرت ابوسفیانؓ سے کہا کہ اب دوڑ کر جاؤ اور اپنی قوم کو نجات کا طریقہ بتلاؤ۔

حضرت ابوسفیانؓ دوڑے اور مکہ میں جا کر چیخے اور پکار کر کہا کہ اے قریش! حضرت محمد ﷺ آ گئے اور ایسا لشکر ان کے ساتھ ہے جس کے مقابلہ کی تم ہرگز طاقت نہیں رکھتے۔ پس جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوگا وہ امن والا ہے۔ جو اپنا دروازہ بند کرے گا، اس کو بھی امن ہے۔ جو مسجد حرام میں داخل ہوگا، اس کو بھی امن ہے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید

بس یہ سنتے ہی بہت سے لوگ اپنے گھروں کو بہت سے مسجد حرام کو بھاگ گئے۔[1]

مکہ مکرمہ میں داخلہ

اس کے بعد آنحضرت ﷺ کداء کی جانب سے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور مکہ میں داخل ہوتے وقت آنحضرت ﷺ نے کعبۃ اللہ کے ادب اور احترام کو غایت درجہ ملحوظ رکھا۔ تواضع کے ساتھ سر جھکائے ہوئے داخل ہوئے۔ شاہانہ شان سے داخل نہیں ہوئے۔

صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن مغفلؓ سے مروی ہے کہ میں نے فتح مکہ کے دِن رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ ناقہ پر سوار ہیں اور خوش الحانی کے ساتھ سورہ انا فتحنا پڑھ رہے ہیں۔

اس عظیم الشان فتح کے وقت مسرت، نشاط، فرحت اور انبساط کے آثار کے ساتھ بارگاہِ خداوندی میں تخشع، تضرع، تذلل اور تمسکن کے آثار بھی چہرہ انور پر نمایاں ہو رہے تھے۔ ناقہ پر سوار تھے۔ تواضع سے گردن اس قدر جھکی ہوئی تھی کہ ریش مبارک کجاوہ کی لکڑی سے مس کر رہی تھی۔

(رواہ ابن اسحاق مرسلاً)

اور آپ ﷺ کے خادم اور خادم زادہ حضرت اسامہ بن زیدؓ آپ کے

---

[1]...... تفصیل کے لئے سیرت ابن ہشام ج۲ ص ۴۱۸، مجمع الزوائد، طبری ج۲ حصہ اول ۳۳۲، طبرانی، المستدرک للحاکم ملاحظہ ہو۔

www.khudamahlesunat.com

ردیف تھے۔[1]

حضرت انسؓ راوی ہیں کہ جب آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مکہ میں فاتحانہ داخل ہوئے تو تمام لوگ آپ کو دیکھ رہے تھے۔ لیکن آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تواضع کی وجہ سے سر جھکائے ہوئے تھے۔[2] (رواہ الحاکم بسند جید)

معجم طبرانی میں حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے دن یہ فرمایا کہ یہ وہ دِن ہے کہ جس کا اللہ نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا اور پھر یہ سورۃ تلاوت فرمائی: اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰهِ وَ الۡفَتۡحُ۔[3]

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی نظر مبارک اس پر تھی کہ ایک وہ وقت تھا کہ میں نے اسی شہر سے کس بے کسی اور کس بے بسی کے ساتھ ہجرت کی تھی اور دشمنوں سے گریزاں اور تن تنہا یہاں سے نکلا تھا، اب وہ وقت آیا ہے کہ حق تعالیٰ کی اعانت اور نصرت سے اسی شہر میں نہایت شان و شوکت کے ساتھ فاتحانہ داخل ہو رہا ہوں۔

وَ ذٰلِکَ فَضۡلُ اللّٰهِ يُؤۡتِيۡهِ مَنۡ يَّشَآءُ (المائدہ آیت ۵۴)

اس لئے حضور پر نور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا سر مبارک تواضع سے خم تھا اور پالانِ شتر پر سر رکھے ہوئے سجدہ شکر بجا لا رہے تھے اور جوشِ مسرت میں ترنم اور

---

[1] ...... بخاری، الجامع الصحیح ج ۲ ص ۶۱۴ باب دخول النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم من اعلیٰ مکہ کتاب المغازی، [2] ...... حاکم، المستدرک ج ۳ ص ۴۷ باب دخول الناس فی الاسلام افواجا کتاب المغازی، [3] ...... زرقانی، شرح مواہب ج ۲ ص ۳۲۰

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

خوش الحانی کے ساتھ انا فتحنا اور اذا جاء نصر اللّٰہ پڑھ رہے تھے کہ بے شک یہ فتح مبین اور یہ نصرت، سراپا شوکت و عظمت محض اللہ تعالیٰ کا فضل و انعام ہے کہ حق کو حکومت عطا ہوئی اور باطل سرنگوں ہوا۔ اسلام اور ایمان کا نور چمکا اور کفر کی ظلمتیں دور ہوئیں اور سرزمین حرم کفر اور شرک کی نجاستوں سے پاک ہوئی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مقام کداء[1] سے گزرتے ہوئے بالائی جانب سے مکہ

---

[1] ...... کداء (ک والف ممدودہ) مکہ کی بالائی جانب کو کہتے ہیں اور کُدیٰ (کاف کے ضمہ اور الف مقصورہ کے ساتھ) مکہ کی جانب اسفل کو کہتے ہیں۔ مقام کداء وہ مقام ہے کہ جس جگہ ابراہیم علیہ السلام نے کھڑے ہو کر لوگوں کو حج کے لئے پکارا تھا۔ کما قال تعالیٰ: وَ اَذِّنۡ فِی النَّاسِ بِالۡحَجِّ یَاۡتُوۡکَ رِجَالًا وَّ عَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یَّاۡتِیۡنَ مِنۡ کُلِّ فَجٍّ عَمِیۡقٍ (الحج آیت ۲۷) ترجمہ: ''اور لوگوں میں حج کی منادی کر دے۔ آویں گے تیرے پاس پاپیادہ اور دبلے اونٹوں پر ہر دور دراز سے۔'' اور اسی مقام پر اپنی ذریت کے لئے یہ دُعا فرمائی ہے، جو قبول ہوئی: رَبَّنَاۤ اِنِّیۡۤ اَسۡکَنۡتُ مِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ بِوَادٍ غَیۡرِ ذِیۡ زَرۡعٍ عِنۡدَ بَیۡتِکَ الۡمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِیُقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ فَاجۡعَلۡ اَفۡئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَہۡوِیۡۤ اِلَیۡہِمۡ وَ ارۡزُقۡہُمۡ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّہُمۡ یَشۡکُرُوۡنَ (ابراہیم آیت ۳۷) ترجمہ: ''اے پروردگار! میں نے اپنی بعض اولاد کو ایسے میدان میں بسایا ہے، جہاں کھیتی کا نام و نشان نہیں، تیرے محترم گھر کے قریب۔ اے پروردگار! غرض یہ ہے کہ نماز کا خاص اہتمام رکھیں۔ سو کچھ لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کر دیجیے اور ان کے لئے پھل عطا کر، تا کہ تیری نعمتوں کا شکر کریں۔'' اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں اس مقام سے داخل ہوئے کہ جہاں اس کے بانی نے اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگی تھی۔ (روض الانف ج ۲ ص ۲۷۰)

خادم اہلسنت عبدالوحید حنفی

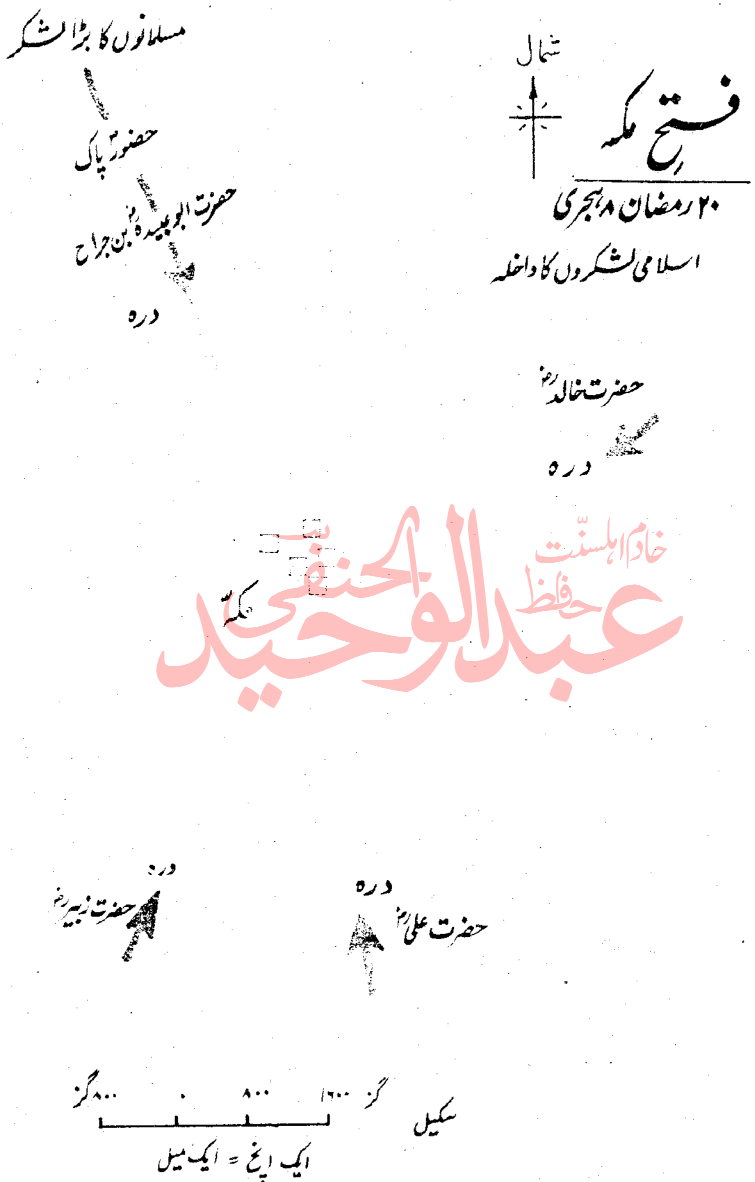

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

میں داخل ہوئے اور حضرت خالدؓ بن ولید کو اسفل مکہ کدیٰ[1] سے داخل ہونے کا اور حضرت زبیرؓ کو اعلیٰ مکہ یعنی مقام کداء سے داخل ہونے کا حکم دیا اور یہ تاکید فرمادی کہ تم خود ابتداء بالقتال نہ کرنا۔ جو شخص تم سے تعرض کرے، صرف اس سے لڑنا۔ بعد ازاں آپ ﷺ نہایت ادب و احترام کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئے۔

جب آپ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو اول حضرت ام ہانیؓ بنت ابی طالب کے گھر تشریف لے گئے اور غسل کر کے آٹھ رکعت نماز ادا فرمائی۔ یہ چاشت کا وقت تھا۔[2]

اصطلاح علماء میں اس نماز کو صلاۃ الفتح کہتے ہیں اور امراء اسلام کا یہ طریق کار رہا ہے کہ کسی شہر کو فتح کرتے تھے تو فتح کے شکریہ میں آٹھ رکعت نماز پڑھتے تھے۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے جب مدائن کو فتح کیا اور ایوانِ کسریٰ میں داخل ہوئے تو آٹھ رکعت نماز ایک سلام سے ادا فرمائی۔[3] غالباً اسی وجہ سے امام اعظمؒ کا یہ قول ہے کہ آٹھ رکعت سے زیادہ ایک سلام سے پڑھنا مکروہ ہے۔

حضرت اُمّ ہانی نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ!

---

[1]...... حضرت خالدؓ کو اسفل مکہ سے داخل ہونے کا حکم اس لئے دیا کہ مقابلہ یا مقاتلہ کے لئے تمام اوباش اسی جانب میں جمع تھے۔ (زرقانی ج ۲ ص ۳۰۹)۔

[2]...... بخاری، الجامع الصحیح ج ۲ ص ۶۱۴ باب منزل النبی یوم الفتح کتاب المغازی۔

[3]...... سہیلی، روض الانف ج ۲ ص ۲۷۳

www.khudamahlesunat.com

میرے شوہر کے دو رشتہ دار بھاگ کر میرے گھر میں آ گئے ہیں، جن کو میں نے پناہ دی اور میرا بھائی (حضرت) علیؓ ان کو قتل کرنا چاہتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جس کو اُمّ ہانیؓ نے پناہ دی، اس کو ہم نے بھی پناہ دی۔ علیؓ کو چاہیے کہ ان دو آدمیوں کو نہ مارے۔[1]

نماز سے فارغ ہو کر شعب ابی طالب میں تشریف لے گئے، جہاں آپ ﷺ کا خیمہ نصب کیا گیا تھا۔ صحابہؓ نے مکہ میں داخل ہونے سے ایک روز پیشتر ہی آپ سے دریافت کر لیا تھا کہ آپ ﷺ مکہ میں کہاں قیام فرمائیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جہاں قریش اور کنانہ نے بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کو محصور کیا تھا اور آپس میں یہ عہد اور حلف کیا تھا کہ بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب سے خرید و فروخت، شادی اور بیاہ کے تمام تعلقات قطع کر دیے جائیں، جب تک کہ محمد (ﷺ) کو ہمارے حوالہ نہ کر دیں۔ شعب ابی طالب اسی مقام کا نام ہے۔[2]

صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انصار کو بلا کر یہ فرمایا کہ قریش نے کچھ اوباش تمہارے مقابلہ کے لئے جمع کئے ہیں۔ وہ اگر مقابلہ پر آئیں تو ان کو کھیتی کی طرح کاٹ کر رکھ دینا۔[3]

---

[1]...... ابن کثیر، البدایہ و النہایہ ج ۴ ص ۲۹۹، ۳۰۰، [2]...... زرقانی شرح مواہب ج ۲ ص ۳۲۴، ابن حجر فتح الباری ج ۸ ص ۱۶ باب منزل النبی یوم الفتح،

[3]...... مسلم، جامع الصحیح ج ۲ ص ۱۰۲ باب فتح مکہ کتاب الجہاد والسیر

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

صفوان بن امیہ، عکرمہ بن ابی جہل اور سہیل بن عمرو نے مقام خندمہ میں بقصد مقابلہ کچھ اوباشوں کو جمع کیا۔ حضرت خالدؓ بن ولید سے مقابلہ ہوا۔ مسلمانوں میں سے دو شخص شہید ہوئے: حضرت خنیسؓ بن خالد بن ربیعہ اور حضرت جابرؓ بن فہری۔ اور مشرکین کے بارہ یا تیرہ آدمی مارے گئے، باقی سب بھاگ اُٹھے۔ یہ ابن اسحٰق کی روایت ہے۔[1]

اور مغازی موسیٰ بن عقبہ میں ہے کہ حضرت خالدؓ بن ولید جب اسفل مکہ سے داخل ہوئے تو بنوبکر، بنو حارث بن عبد مناۃ اور کچھ لوگ قبیلہ ہذیل اور کچھ اوباشِ قریش مقابلہ کے لئے جمع تھے۔ حضرت خالدؓ کے پہنچتے ہی ان لوگوں نے ہلہ بول دیا۔ حضرت خالدؓ بن ولید نے جب ان کا مقابلہ کیا تو تاب نہ لا سکے۔ شکست کھا کر بھاگے۔ بنوبکر میں سے تقریباً بیس آدمی، ہذیل کے تین یا چار آدمی قتل ہوئے۔ باقی ماندہ اشخاص میں بھگدڑ مچ گئی۔ کوئی مکان میں جا کر چھپا اور کوئی پہاڑ پر چڑھ گیا۔ ابوسفیان نے چلا کر کہا: جو شخص اپنا دروازہ بند کر لے، وہ امن سے ہے اور جو شخص اپنا ہاتھ روک لے، وہ امن سے ہے۔ آنحضرت ﷺ کی نظر

---

[1]...... اس روایت کی بناء پر مشرکین میں سے صرف بارہ یا تیرہ آدمی مارے گئے اور موسیٰ ابن عقبہ، ابن سعد اور واقدی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ تیئس یا چوبیس آدمی مارے گئے اور یہی روایت زیادہ مستند ہے۔ اور اقل اکثر کے منافی نہیں اور ممکن ہے کہ مقتولین کی مجموعی تعداد چوبیس ہو اور صرف مقام خندمہ میں بارہ یا تیرہ آدمی مارے گئے ہوں اور باقی دوسرے مقام پر۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

www.khudamahlesunat.com

تلواروں پر پڑی تو حضرت خالدؓ بن ولید کو بلا کر دریافت فرمایا کہ یہ کیا ماجرا ہے؟ میں نے تم کو قتال سے منع کیا تھا۔ حضرت خالدؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! میں نے ابتدا بالقتال نہیں کی۔ میں نے برابر اپنا ہاتھ روکے رکھا۔ جب میں مجبور ہو گیا اور تلواریں ہم پر چلنے لگیں، اس وقت مقابلہ کیا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: قضاء اللّٰہ خیر (یعنی) ''اللہ تعالیٰ نے جو مقدور کیا، اس میں خیر ہے۔''[1]

اس کے بعد امن قائم ہو گیا اور لوگوں کو امن دے دیا اور لوگ مطمئن ہوئے اور فتح مکمل ہو گئی تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مسجد حرام میں داخل ہوئے۔

مسجد حرام میں داخلہ: فتح کے بعد آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مسجد حرام میں داخل ہوئے اور خانہ کعبہ کا طواف کیا۔ دلائل بیہقی اور دلائل ابی نعیم میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جب حرم محترم میں داخل ہوئے تو خانہ کعبہ کے گرد تین سو ساٹھ (۳۶۰) بت رکھے ہوئے تھے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ایک ایک بت کی طرف چھڑی سے اشارہ کر کے یہ پڑھتے جاتے تھے:

جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ (الاسراء آیت ۸۱)

اور بت منہ کے بل اوندھے گر جاتے تھے۔ امام بیہقی فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ کی حدیث اگرچہ ضعیف ہے لیکن حضرت ابن عباسؓ کی

---

[1] ...... زرقانی، شرح مواہب ج ۲ ص ۳۱۰، ۳۱۱، فتح الباری ج ۸ ص ۹

www.khudamahlesunat.com

حدیث اس کی مؤیّد ہے۔[1]

حافظ عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ ابن حبان نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث کو صحیح کہا ہے۔[2]

حافظ ہیثمیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ کی حدیث کو طبرانی نے روایت کیا ہے، جس کے تمام راوی ثقہ ہیں اور اس حدیث کو بزار نے بھی مختصراً روایت کیا ہے۔[3]

ابن اسحٰقؒ اور ابو نعیمؒ کی روایت میں ہے کہ وہ بت سیسے سے چپکے ہوئے تھے۔[4]

جب رسول اللہ ﷺ حرم میں داخل ہوئے تو اس وقت آپ ناقہ پر سوار تھے۔ اسی حالت میں طواف فرمایا۔ طواف سے فارغ ہو کر حضرت عثمانؓ بن طلحہ کو بلا کر خانہ کعبہ کی کنجی لی اور بیت اللہ کو کھلوایا۔ دیکھا کہ اس میں تصویریں ہیں۔ ان سب کے مٹانے کا حکم دیا۔ جب تمام تصویریں مٹا دی گئیں اور آبِ زم زم سے ان کو دھو دیا گیا، اس وقت آپ ﷺ بیت اللہ میں داخل ہوئے اور نماز ادا کی۔[5]

اور بیت اللہ کے تمام گوشوں میں پھر کر توحید و تکبیر کی آوازوں سے

---

[1]......سیوطی، جلال الدین، الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۲۶۴، [2]......ابن حجر کتاب و جلد مذکور ص ۱۴، [3]......ہیثمی، مجمع الزوائد ج ۲ ص ۱۷۶، [4]......زرقانی، شرح مواہب ج ۲ ص ۳۳۴، [5]......زرقانی حوالہ مذکور، ابن حجر حوالہ مذکور

اس کو منور کیا۔ اس وقت حضرت بلالؓ اور حضرت اسامہؓ آپ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ فارغ ہو کر دروازہ کھولا اور تشریف لائے۔ دیکھا کہ مسجد حرام لوگوں سے کھچا کھچ بھری ہوئی ہے۔ نیچے سب منتظر ہیں کہ مجرموں اور دشمنوں کے متعلق کیا حکم دیا جاتا ہے۔ یہ رمضان المبارک کی بیسویں تاریخ تھی۔ بابِ کعبہ پر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور کلید آپ کے ہاتھ میں تھی۔ اس وقت آپ ﷺ نے یہ خطبہ دیا۔

باب کعبہ پر خطبہ

لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ صدق وعدہ و نصر عبدہ و ھزم الاحزاب وحدہ

الا کل ماثرۃ او دم او ما یدعی فھو تحت قدمی ھاتین الا سدانۃ البیت و سقایۃ الحاج الا و قتیل الخطاء شبہ العمد بالسوط و العصا ففیہ الدیۃ مغلظۃ من الابل اربعون منھا فی بطونھا اولادھا

یا معشر قریش ان اللّٰہ قد اذھب عنکم نخوۃ الجاھلیۃ و تعظمھا بالآباء

الناس من اٰدم و اٰدم من تراب ثم تلا ھذہ الایۃ:

﴿یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّ اُنْثٰی وَ جَعَلْنٰکُمْ

حادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ط اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ط
اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ O﴾ (سورۃ الحجرات آیت ۱۳)

ثم قال یا معشر قریش ما ترون انی فاعل بکم قالوا خیرا اخ کریم و ابن اخ کریم[1] قال فانی اقول لکم کما قال یوسف لاخوته

﴿لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ﴾ (یوسف آیت ۹۲)

اذھبوا فانتم الطلقاء[2]

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا۔ اپنے بندے کی مدد کی اور دشمنوں کی تمام جماعتوں کو اس نے تنہا شکست دی۔ آگاہ ہو جاؤ جو خصلت و عادت خواہ جانی ہو یا مالی ہو، جس کا دعویٰ کیا جا سکے، وہ سب میرے قدموں کے نیچے ہیں۔ سب

---

[1]...... یہ کہنے والے حضرت سہیلؓ بن عمرو تھے جن سے آپ ﷺ نے صلح حدیبیہ کی شرائط طے کی تھیں۔ بعد میں چل کر مشرف باسلام ہوئے۔ جب آپ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا: اے گروہ قریش! میری نسبت تمہارا کیا گمان ہے؟ حضرت سہیلؓ بن عمرو نے فی البدیہ کہا: نقول خیرا و نظن خیرا اخ کریم ابن اخ کریم و قد قدرت (خیر ہی کہتے ہیں اور خیر ہی کا گمان رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ شریف بھائی ہیں اور شریف بھائی کے بیٹے ہیں اور انتقام پر ہر طرح قادر ہیں۔ (اصابہ ترجمہ سہیل بن عمرو)، [2]...... ابن قیم الجوزی، زاد المعاد فی ہدی خیر العباد ج ۳ ص ۴۴۲، ۴۴۳، ابن ہشام، سیرۃ النبی ج ۴ ص ۳۵، ۳۶، زرقانی، شرح مواہب ج ۲ ص ۳۲۷، ۳۲۸، ابن کثیر البدایہ والنہایہ ج ۴ ص ۳۰۰، ۳۰۱

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

لغو اور باطل باتیں ہیں مگر بیت اللہ کی دربانی اور حاجیوں کو زم زم کا پانی پلانا۔ یہ خصلتیں حسب دستور برقرار رہیں گی۔ آگاہ ہو جاؤ! جو شخص خطاءً قتل کیا جائے، کوڑے سے یا لاٹھی سے، اس کی دیت (خون بہا) مغلظہ ہے۔ سو اونٹ ہوں گے، جس میں چالیس حاملہ اونٹنیاں ہوں گی۔ اے گروہ قریش! اللہ تعالیٰ نے جاہلیت کی نخوت اور غرور اور آباؤ اجداد پر فخر کرنے کو باطل کر دیا۔ سب لوگ آدم سے ہیں اور آدم مٹی سے تھے۔ اس کے بعد یہ آیت تلاوت فرمائی:

''اے لوگو! ہم نے تم کو مرد اور عورت سے پیدا کیا اور تم کو شاخوں اور خاندانوں پر تقسیم کیا تاکہ آپس میں ایک دوسرے کو پہچانو۔ اور حقیقت میں اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو سب سے زیادہ خدا ترس ہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ علیم وخبیر ہے۔''

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

پھر یہ ارشاد فرمایا: اے گروہ قریش! تمہارا میری نسبت کیا خیال ہے کہ میں تمہارے ساتھ کیا معاملہ کروں گا؟ لوگوں نے کہا: بھلائی کا۔ آپ ﷺ شریف بھائی ہیں اور شریف بھائی کے بیٹے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں تم سے وہی کہتا ہوں جو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا:

''تم پر آج کوئی عتاب اور ملامت نہیں۔''

جاؤ سب آزاد ہو۔

عرب میں جو حسب ونسب پر فخر کرنے کا دستور چلا آ رہا تھا، آپ ﷺ نے اس خطبہ میں اس کا خاتمہ کر دیا اور اسلامی مساوات کا جھنڈا نصب کر دیا۔ اور یہ بتلا دیا کہ شرف اور بزرگی کا معیار صرف تقویٰ اور پرہیزگاری ہے۔ آنحضرت ﷺ رحمۃ للعالمین بنا کر ہدایت عالم کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ آپ ﷺ کا مقصود ہدایت تھا۔ دشمنوں سے انتقام لینا بادشاہوں کا کام ہے۔

حجابت وسقایت: خطبہ سے فارغ ہو کر آپ ﷺ مسجد میں بیٹھ گئے اور بیت اللہ کی کنجی آپ کے ہاتھ میں تھی۔ حضرت علیؓ نے کھڑے ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! یہ کنجی ہم کو عطا فرما دیجئے[1] تا کہ سقایتِ زم زم[2] کے ساتھ حجابتِ بیت اللہ یعنی بیت اللہ کی دربانی کا شرف بھی ہم کو حاصل ہو جائے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمَانَاتِ اِلٰى اَهْلِهَا (النساء آیت ۵۸)

ترجمہ: تحقیق اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانتیں پہنچا دو امانت والوں کو۔

آپ ﷺ نے حضرت عثمانؓ بن طلحہ کو بلا کر کنجی مرحمت فرمائی اور یہ فرمایا کہ یہ کنجی ہمیشہ کے لئے لے لو (یعنی ہمیشہ تمہارے ہی خاندان میں

۱......سعید بن مسیّب سے مروی ہے کہ حضرت عباسؓ نے بھی اس کی بہت کوشش کی مگر آپ ﷺ نے منظور نہیں فرمایا۔ (زاد المعاد)۔

۲......یعنی موسم حج میں حاجیوں کو زم زم کا پانی پلانا، یہ خدمت حضرت عباسؓ اور بنو ہاشم کے سپرد تھی۔

رہے گی)۔ میں نے خود نہیں دی بلکہ اللہ نے تم کو دلائی ہے۔ سوائے ظالم اور غاصب کے کوئی تم سے نہ چھین سکے گا۔ا

بامِ کعبہ پر اذان: ظہر کی نماز کا وقت آیا تو آپ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ بام کعبہ پر چڑھ کر اذان دیں۔ قریش مکہ دین حق کی فتح مبین کا یہ عجیب وغریب منظر پہاڑوں کی چوٹیوں سے دیکھ رہے تھے۔

اور جو سردارانِ قریش کفر وشرک کی ذلت اور دین برحق کی عزت کا یہ منظر نہ دیکھ سکے، وہ روپوش ہو گئے۔ ابوسفیان، عتاب وخالد پسران اسید، حارث بن ہشام (جو بعد میں مسلمان ہو گئے) اور دیگر سردارانِ قریش صحن کعبہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ عتاب اور خالد نے کہا کہ اللہ نے ہمارے باپ کی بڑی عزت رکھ لی کہ اس آواز کے سننے سے پہلے ہی ان کو دُنیا سے اُٹھا لیا۔ حارث نے کہا: خدا کی قسم! اگر مجھ کو یہ یقین ہو جاتا کہ آپ (ﷺ) حق پر ہیں تو ضرور آپ کا اتباع کرتا۔ ابوسفیان نے کہا: میں کچھ نہیں کہتا۔ اگر میں نے کوئی لفظ اپنی زبان سے نکالا تو یہ سنگریزے آپ ﷺ کو خبر دے دیں گے۔ آپ کو بذریعہ وحی کے اطلاع ہو گئی۔ جب آپ ﷺ ادھر سے گزرے تو ان لوگوں سے فرمایا کہ جو کچھ تم نے کہا، مجھے اس کی اطلاع ہوگئی ہے اور انہوں نے جو گفتگو کی تھی، وہ سب بیان فرما دی۔ حارث اور عتاب نے کہا: ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک

ا......ابن حجر فتح الباری ج۸ ص۱۵، زرقانی شرح مواہب ج۲ ص۳۳۷ تا ۳۴۰

www.khudamahlesunat.com

آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ اس لئے کہ ہم میں سے تو کسی نے آپ کو اس امر کی اطلاع نہیں دی۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہی نے بذریعہ وحی کے اپنے رسول ﷺ کو ہماری ان باتوں کی خبر دی ہے۔ (رواہ ابو یعلی عن ابن عباس و ابن ابی شیبہ عن ابی سلمۃ)۱

آنحضرت ﷺ نے حضرت عتابؓ بن اُسید کو مسلمان ہو جانے کے بعد مکہ کا والی مقرر فرمایا۔ حضرت عتابؓ کی عمر اس وقت اکیس سال کی تھی اور بطور روزینہ ایک درہم یومیہ مقرر فرمایا۔ اس پر حضرت عتابؓ نے یہ کہا:

ایّھا النّاس اجاع اللّٰہ کبد من جاع علیٰ درھم

ترجمہ: اے لوگو! اللہ اس شخص کے جگر کو بھوکا رکھے جو ایک درہم میں بھی بھوکا رہے۔

نبی کریم ﷺ کی وفات تک برابر مکہ کے امیر رہے۔ حضرت صدیق اکبرؓ جب خلیفہ ہوئے تو ان کو برقرار رکھا۔ جس دِن صدیق اکبرؓ کی وفات ہوئی، اس روز حضرت عتابؓ کی وفات ہوئی۔۲

اب ہم اس کے بعد ان چند معززینِ قریش کا ذکر کرتے ہیں کہ جو فتح مکہ کے موقع پر مشرف باسلام ہوئے۔

اسلام حضرت ابی قحافہؓ: آنحضرت ﷺ مسجد حرام میں تشریف فرما تھے

۱...... سیرت مصطفیٰ ﷺ ج ۲ ص ۴۴۵، ۲...... ابن حجر، فتح الباری ج ۸ ص ۱۵، زرقانی، شرح مواہب ج ۲ ص ۳۳۷ تا ۳۴۰

کہ حضرت ابوبکرؓ صدیق اپنے بوڑھے باپ کو لئے ہوئے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے سامنے بٹھلایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

ھلا ترکت الشیخ فی بیتہ حتی اکون انا اتیہ فیہ

(اے ابوبکرؓ!) تو نے اس بزرگ شخص کو گھر ہی میں کیوں نہ رہنے دیا، میں خود ہی ان کے پاس آ جاتا۔

حضرت ابوبکرؓ صدیق نے عرض کیا:

یا رسول اللّٰہ ھو احق ان یمشی الیک من ان تمشی الیہ انت

یا رسول اللہ ﷺ! بجائے اس کے کہ آپ چل کر میرے باپ کے پاس جائیں، بہتر یہی ہے کہ میرا باپ خود پا پیادہ چل کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو۔

بعد ازاں آپ ﷺ نے حضرت ابوقحافہؓ کے سینہ پر دست مبارک پھیرا اور اسلام کی تلقین کی۔ انہوں نے اسلام قبول کیا۔ بڑھاپے کی وجہ سے تمام چہرہ اور سر سفید تھا۔ آپ ﷺ نے خضاب کے لئے ارشاد فرمایا اور یہ تاکید فرمائی کہ سیاہی سے بالکل دور رکھنا یعنی سیاہ خضاب ہرگز استعمال نہ کرنا۔[1]

علامہ حلبیؒ سیرت حلبیہ میں لکھتے ہیں کہ جب حضرت ابوقحافہؓ اسلام

1...... سہیلی روض الانف ج ۷ ص ۲۷۰

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

لے آئے تو آنحضرت ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ صدیق کو مبارک باد دی۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! قسم ہے اس ذات پاک کی، جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا، ابوطالب اگر اسلام لے آتے تو میری آنکھیں زیادہ ٹھنڈی ہوتیں۔[1]

اسلام حضرت صفوانؓ بن امیہ: حضرت صفوان بن اُمیہ سردارانِ قریش میں سے تھے۔ جود وسخا میں مشہور تھے۔ فیاضی اور مہمان نوازی میں یہ گھرانہ ممتاز تھا۔ ان کا باپ اُمیہ بن خلف جنگ بدر میں مارا گیا۔ فتح مکہ کے دِن حضرت صفوان بن اُمیہ جدہ بھاگ گئے۔ ان کے چچا زاد بھائی حضرت عمیرؓ بن وہب نے بارگاہِ نبوی میں حاضر ہو کر حضرت صفوانؓ کے لئے امن کی درخواست کی۔ آپ ﷺ نے امان دیا اور بطور علامت اپنا عمامہ یا چادر بھی عنایت فرمائی۔ حضرت عمیرؓ جا کر ان کو جدہ سے واپس لائے۔ بارگاہِ نبوی میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے محمد (ﷺ)! عمیرؓ کہتا ہے کہ آپ نے مجھ کو امن دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ حضرت صفوان نے کہا: مجھ کو سوچنے کے لئے دو ماہ کی مہلت دیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تجھ کو چار مہینے کی مہلت ہے۔ فی الحال مسلمان نہیں ہوئے، مگر غزوۂ حنین میں آپ کے ہمراہ رہے۔ آپ نے کچھ زرہیں ان سے بطور عاریت لیں۔ حنین میں پہنچ کر ان کی زبان سے یہ لفظ نکلے:

---

[1]......سیرۃ حلبیہ ج۲ ص۲۱۲

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید

کان یربنی رجل من قریش احب الی من ان یربنی رجل من ھوازن

قریش کا کوئی شخص میری تربیت کرے، وہ میرے نزدیک زیادہ محبوب ہے اس سے کہ قبیلہ ہوازن کا کوئی آدمی میری تربیت کرے۔

حنین سے واپسی پر آپ نے حضرت صفوانؓ کو بے شمار بکریاں عطا فرمائیں۔ انہوں نے ان بکریوں کو دیکھ کر کہا: خدا کی قسم! اتنی سخاوت سوائے نبی کے کوئی نہیں کرسکتا۔اور مسلمان ہو گئے۔[1]

اسلام حضرت سہیلؓ بن عمرو: آپ مکہ کے اشراف اور سادات میں سے تھے۔ خطیب قریش کے نام سے مشہور تھے۔ صلح حدیبیہ میں انہیں کو آتے دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا:

قد سھل من امرکم اب تمہارا معاملہ کچھ سہل ہو گیا۔

فتح مکہ کے دِن حضرت سہیلؓ نے اپنے بیٹے عبداللہ کو بارگاہِ نبوت میں بھیجا کہ جا کر آپ ﷺ سے میرے لئے امن حاصل کرے۔ آپ نے اس کو امن دیا اور صحابہ کرامؓ سے مخاطب ہو کر یہ فرمایا:

من لقی سھیل بن عمرو فلا یحد الیہ النظر فلعمری ان سھیلا لہ عقل و شرف و ما مثل سھیل یجھل الاسلام

[1]......ابن عبدالبر، استیعاب۔ ابن حجر، الاصابہ

ترجمہ: جو شخص سہیل سے ملے، وہ اس کی طرف تیز نظروں سے نہ دیکھے۔ قسم ہے میری زندگی کی تحقیق سہیلؓ بڑا عاقل اور شریف ہے۔ سہیلؓ جیسا شخص اسلام سے جاہل اور بے خبر نہیں رہ سکتا۔

حضرت سہیلؓ نے فی الحال اسلام قبول نہیں کیا۔ غزوۂ حنین میں آپ ﷺ کے ساتھ رہے اور جعرانہ میں مشرّف باسلام ہوئے۔[1] اور قسم کھائی کہ جس قدر مشرکین کے ساتھ ہو کر جنگ کی ہے، اسی قدر اب مسلمانوں کے ساتھ ہو کر جنگ کروں گا۔ اور جتنا مال مشرکین پر خرچ کیا ہے، اتنا ہی مسلمانوں پر خرچ کروں گا۔[2]

حضرت سہیلؓ جہاد فی سبیل اللہ کے لئے کھڑے ہو گئے اور مع خاندان اور اہل وعیال کے رومیوں سے مقابلہ کے لئے شام کی طرف روانہ ہوئے۔ اور جنگ یرموک میں شہید ہوئے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ طاعون عمواس میں وفات پائی۔ بہرحال مقصد ہر صورت میں حاصل ہے۔ طاعون کی موت بھی شہادت ہے۔[3]

اسلام حضرت عتبہؓ ومعتبؓ پسرانِ ابی لہب: حضرت عباسؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مکہ کو فتح کرنے کے لئے تشریف لائے تو مجھ سے یہ فرمایا کہ تمہارے دونوں بھتیجے عتبہؓ اور معتبؓ پسرانِ ابی لہب کہاں

---

[1] ...... سیرۃ حلبیہ ج ۲ ص ۲۲، [2] ...... اصابہ ج ۲ ص ۹۴،

[3] ......ابن عبدالبر، الاستیعاب

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

ہیں؟ وہ مجھے دکھائی نہیں دیئے۔ آخر وہ دونوں کہاں ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ جو مشرکین قریش روپوش ہو گئے ہیں، انہیں کے ساتھ یہ دونوں بھی کہیں دور چلے گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان دونوں کو میرے پاس لاؤ۔ میں آپ کے ارشاد کے مطابق سوار ہو کر مقام عرنہ گیا اور وہاں سے دونوں کو اپنے ساتھ لایا۔ آپ ﷺ نے ان کے سامنے اسلام پیش کیا۔ دونوں نے اسلام قبول کیا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ پھر آپ ﷺ کھڑے ہو گئے اور دونوں کے ہاتھ پکڑے ہوئے بابِ کعبہ کے قریب ملتزم پر آئے اور دیر تک دعا مانگتے رہے۔ پھر وہاں سے واپس ہوئے اور چہرہ انور پر مسرت کے آثار نمایاں تھے۔ حضرت عباسؓ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو ہمیشہ مسرور رکھے، میں آپ کے چہرہ کو مسرور دیکھ رہا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنے پروردگار سے یہ درخواست کی تھی کہ مجھ کو میرے چچا کے یہ دونوں بیٹے عتبہؓ اور معتبؓ عطا کر دیئے جائیں۔ سو اللہ تعالیٰ نے مجھ کو یہ دونوں عطا کر دیئے اور میرے لئے ان دونوں کو ہبہ کر دیا۔[1]

اسلام حضرت امیر معاویہؓ: بعض کہتے ہیں کہ حضرت معاویہؓ فتح مکہ میں اسلام لائے مگر صحیح یہ ہے کہ صلح حدیبیہ کے بعد اسلام لائے۔ مگر اپنے اسلام کو مخفی رکھا اور فتح مکہ میں اس کا اظہار کیا۔[2]

۱......الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۲۶۴، ۲......ابن حجر، اصابہ ج ۳ ص ۴۳۳

www.khudamahlesunat.com

اُمّ المؤمنین حضرت اُمّ حبیبہؓ بنت ابی سفیان حضرت معاویہؓ کی بہن تھیں اور ماں کا بھائی ماموں ہوتا ہے۔ اس لئے حضرت معاویہؓ خال المؤمنین ہوئے یعنی تمام مسلمانوں کے ماموں ہوئے۔ اور جس طرح اہل بیت اور ذوی القربیٰ سے محبت رکھنا مومن پر فرض اور لازم ہے، اسی طرح حضور پرنور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے خسر اور برادر نسبتی اور سسرالی رشتہ داروں سے بھی محبت فرض اور لازم ہے۔

حضرت ابوسفیانؓ بن حرب آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی زوجہ مطہرہ حضرت اُمّ حبیبہؓ کے والد محترم ہیں اور حضرت معاویہؓ حضرت اُمّ حبیبہؓ کے بھائی ہیں۔ ان سے محبت رکھنا فرض ہے اور ان سے کینہ اور عداوت رکھنا حرام ہے اور اسلام سے پہلے جو ہو چکا، وہ سب معاف ہے۔ اور اسلام سے پہلی باتوں کا ذکر کرنا از روئے قرآن و حدیث قطعاً ممنوع ہے[1]

سرایا کی روانگی: آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فتح کے بعد تقریباً پندرہ روز مکہ میں مقیم رہے۔ جو بت خانہ کعبہ میں تھے، ان کو منہدم کرایا اور یہ منادی کرادی:

من کان یؤمن باللّٰہ و الیوم الاٰخر فلا یدع فی بیتہ صنما

ترجمہ: جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے، وہ اپنے گھر میں کوئی بت باقی نہ چھوڑے۔

---

[1]...... سیرت مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم از مولانا محمد ادریس کاندھلوی ج ۲ ص ۵۲۴ تا ۵۶۷

عبدالوحید الحنفی خادم اہلسنت حافظ

www.khudamahlesunat.com

جب مکہ مکرمہ بتوں سے پاک ہو گیا اور اس کے تمام بت گرا دیئے گئے تو مکہ کے اطراف و اکناف میں بتوں کے منہدم کرنے کے لئے چھوٹی چھوٹی جماعتیں روانہ فرمائیں۔[1]

فتح مکہ کے بعد مبلغین اسلام کی روانگی اور تشکیل

بخاری شریف کی روایت ہے کہ عرب قریش کے اسلام کا انتظار کرتے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ محمد (ﷺ) کو ان کی قوم (قریش) پر چھوڑ دو۔ اگر محمد (ﷺ) ان پر غالب آ گئے تو بلاشبہ وہ سچے پیغمبر ہیں۔ پس جب مکہ فتح ہوا تو ہر قبیلہ نے اسلام کی طرف پیش دستی کی۔

(بخاری شریف باب فتح مکہ)

(۲) فتح مکہ کے بعد ایک طرف قبائل نے خود اسلام کی جانب سبقت کی، دوسری طرف قریش کی قوت ختم ہونے کے بعد آنحضرت ﷺ کو آزادی اور وسعت کے ساتھ تبلیغ اسلام کا موقع ملا۔ اور آپ ﷺ نے ہر طرف دعوت اسلام کے لئے مبلغین روانہ فرمائے۔ ان میں سے بعض مبلغین اور ان کے مقامات یہ ہیں:

مقرر	علاقہ
(۱) حضرت علیؓ المرتضیٰ[2]	قبیلہ ہمدان، جذیمہ اور مذحج

---

[1]...... سیرت مصطفےٰ ﷺ از مولانا محمد ادریس کاندھلوی ج ۲ ص ۵۶۸۔ تاریخ طبری،

[2]...... بخاری شریف کتاب المعاذی

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

(۲) حضرت خالدؓ بن ولید	اطراف مکہ کے علاقے، ہمدان وغیرہ
(۳) حضرت مغیرہ بن شعبہؓ	بحرین (ایران کی حکومت کی حدود میں داخل تھا)
(۴) حضرت عمروؓ بن العاص	عمان
(۵) حضرت دبرؓ بن تخنس	ابنائے فارس
(۶) حضرت مہاجرؓ بن امیہ	حارث بن عبد کلال شہزادہ یمن
(۷) حضرت معاذؓ بن جبل	یمن کے بعض علاقوں میں بھیجا
(۸) حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ	یمن کے بعض علاقوں میں بھیجا
(۹) حضرت علاء خضرمیؓ	علاقہ یمن

مہم (۶۹)......سریہ خالدؓ بن ولید

سریہ (۴۴) ...... ہدم بت عزیٰ

حضرت رسول کریم ﷺ نے ۲۵ رمضان ۸ ھ کو حضرت خالدؓ بن ولید کو تیس سواروں کی جمعیت کے ساتھ عزیٰ (بت) منہدم کرنے کے لئے مقام نخلہ کی طرف روانہ فرمایا۔ اس مقام تک مکہ سے ایک شب کا راستہ ہے۔

حضرت خالدؓ نخلہ میں عُزّیٰ کے پاس پہنچے۔ یہ بت تین درختوں کے تنوں پر بنا ہوا تھا۔ یہ تنے کاٹ ڈالے اور عزیٰ کے بت کو منہدم کر دیا۔

www.khudamahlesunat.com

واپس آ کر حضور ﷺ کو اطلاع کی۔ آپ نے دوبارہ بھیجا۔ وہاں اُس بت میں سے ایک عورت سیاہ فام نکلی جس کے بال منتشر تھے۔ اس کو قتل کر دیا گیا۔

حضرت خالدؓ نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ ایا۔ آپ نے فرمایا: یہی عُزّیٰ تھا۔[1]

مہم (۷۰)......سریہ عمروؓ بن العاص

سریہ (۴۵)...... ہدم بت سواع

آنحضرت ﷺ نے ۲۵ رمضان ۸ھ کو ہی حضرت عمروؓ بن العاص کو سواع بت کے منہدم کرنے کے لئے بھیجا۔ یہ مکہ سے تین میل کے فاصلہ پر تھا۔

حضرت عمروؓ بن العاص جب وہاں پہنچے تو اس بت کے مجاور نے اُن سے کہا: تم کس ارادہ سے آئے ہو؟ حضرت عمروؓ نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے حکم سے اس بت کو منہدم کرنے آیا ہوں۔ حضرت عمروؓ بن العاص کا یہ جواب سُن کر مجاور نے کہا: تم اس پر کبھی قادر نہ ہو سکو گے۔ خداوند سواع تم کو خود روک دے گا۔ حضرت عمروؓ نے اس بت کو توڑ دیا اور مجاور سے مخاطب ہو کر کہا: تم نے دیکھ لیا۔ مجاور یہ دیکھتے ہی مسلمان ہو گیا اور کہا: اسلمت للہ یعنی میں اسلام لایا اللہ کے لئے۔[2]

---

[1]......سیرت حلبیہ ج ۳ ص ۱۰۶، [2]......سیرت حلبیہ ج ۳ ص ۱۰۶

حافظ عبدالوحید الحنفی

www.khudamahlesunat.com

مہم (۷۱)......سریہ سعدؓ بن زید اشہلی

سریہ (۴۶)...... ہدم منات (۲۶ رمضان ۸ ھ)

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت سعدؓ بن زید اشہلی کو منات کے منہدم کرنے کے لئے مقام مثلان کی طرف روانہ کیا اور بیس سوار آپ کے ہمراہ تھے۔ ل

مکہ کی فتح کے بعد یہ تیسرا بت خانہ تھا جس کو منہدم کرنے کے لئے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت سعدؓ بن زید اشہلی کو تیس سواروں کے ہمراہ بھیجا۔ منات اسلام لانے سے پہلے انصار مدینہ کے قبائل اوس وخزرج اور قبیلہ عنان کا بت تھا۔ روایت ہے کہ جب بت توڑ دیئے گئے تو اس بت خانہ سے سیاہ فام برہنہ عورت سینہ کوبی کرتی ہوئی باہر نکلی، جس کو قتل کر دیا گیا۔ ۲

مہم (۷۲)...... سریہ خالدؓ بن ولید

سریہ (۴۷)......بنو جزیمہ (شوال ۸ ھ)

حضرت رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت خالدؓ بن ولید کو تین سو (۳۰۰) مجاہدینؓ کے ہمراہ بنو جزیمہ کی طرف تبلیغ و ہدایت کے لئے روانہ فرمایا۔ حضرت خالدؓ نے ان سے ہتھیار جمع کر لئے اور پھر بہت سے لوگوں کو جو

ل...... زرقانی ج ۲ ص ۳۴۷، ۲...... رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی جنگی حکمت عملی ص ۳۳۲۔ تاریخ طبری، ابن خلدون، ابن کثیر

اسلام نہیں لائے تھے، گرفتار کر کے قیدی بنا لیا اور بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا۔[1]

اس کے بعد غزوہ حنین ہے۔

مہم (۷۳)......غزوۂ حنین

غزوہ (۲٦)...... جنگ حنین (شوال ۸ ھ)

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ وَ يَوْمَ حُنَيْنٍ

اللہ تعالیٰ نے بہت سے مواقع پر تمہاری نصرت کی اور حنین کے دن۔ (التوبہ آیت ۲۵)

ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَ اَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَ عَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ذٰلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِيْنَ (التوبہ آیت ۲٦)

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اور مومنوں پر سکینہ نازل فرمائی اور ایسے لشکر نازل فرمائے جن کو تم نہیں دیکھ سکتے تھے۔ کافروں کو عذاب دیا اور یہی کافروں کی سزا ہے۔

محل وقوع وادی حنین ذوالمجاز کے قریب ایک میدان ہے جو مکہ مکرمہ سے سترہ (۱۷) کلومیٹر طائف کی سمت میں واقع ہے۔ ان علاقوں میں

---

[1]......انوارِ قیادت مؤلفہ بدر المنیر ص ۳۹۵۔ تاریخ طبری، ابن خلدون، ابن کثیر

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

قبائل ہوازن اور ثقیف آباد تھے۔ بنو جشم اور بنو بکر بھی ان کے ساتھ تھے۔ ان کی تعداد چار ہزار سے متجاوز تھی۔ ان کے سردار مالک بن عوف نضری اور قارب بن اسود تھے۔

بنو جشم کا سردار مشہور جنگجو درید بن صمہ تھا جس کی عمر ایک سو پچاس (۱۵۰) برس کے قریب تھی۔ اور اونٹ پر پالکی میں سفر کرتا تھا۔ اس کی نظر نہ تھی تاہم تجربہ اور مہارت رکھتا تھا۔[۱]

اسبابِ جنگ اہل ایمان نے قریش پر فتح حاصل کی تو ان قبائل نے اُلٹا اثر لیا۔ یہ قبائل فنونِ حرب میں ماہر تھے چنانچہ مالک بن عوف کی زیر قیادت انہوں نے تمام قبائل کو یکجا کیا اور مکہ مکرمہ پر حملہ کرنے کا منصوبہ بنایا۔

اہل ایمان کی تیاری جب حضرت رسول اللہ ﷺ کو ان کی تیاری کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ اپنی فوج کو لے کر حنین کی طرف بڑھے۔ ان میں مکہ مکرمہ اور قرب و جوار کے قبائل جو حال ہی میں ایمان لائے تھے، شامل ہو گئے۔ اس طرح مجاہدینؓ کی تعداد بارہ ہزار (۱۲۰۰۰) سے تجاوز کر گئی۔

جنگ آپ ﷺ حنین کے قریب سرِ شام پہنچ گئے اور درّے کے اس طرف قیام فرمایا۔ آپ ﷺ ۱۱/ شوال ۸ھ بروز منگل شام کے وقت حنین

---

[۱]...... انوارِ قیادت مؤلفہ بدر المنیر ص ۳۹۸

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

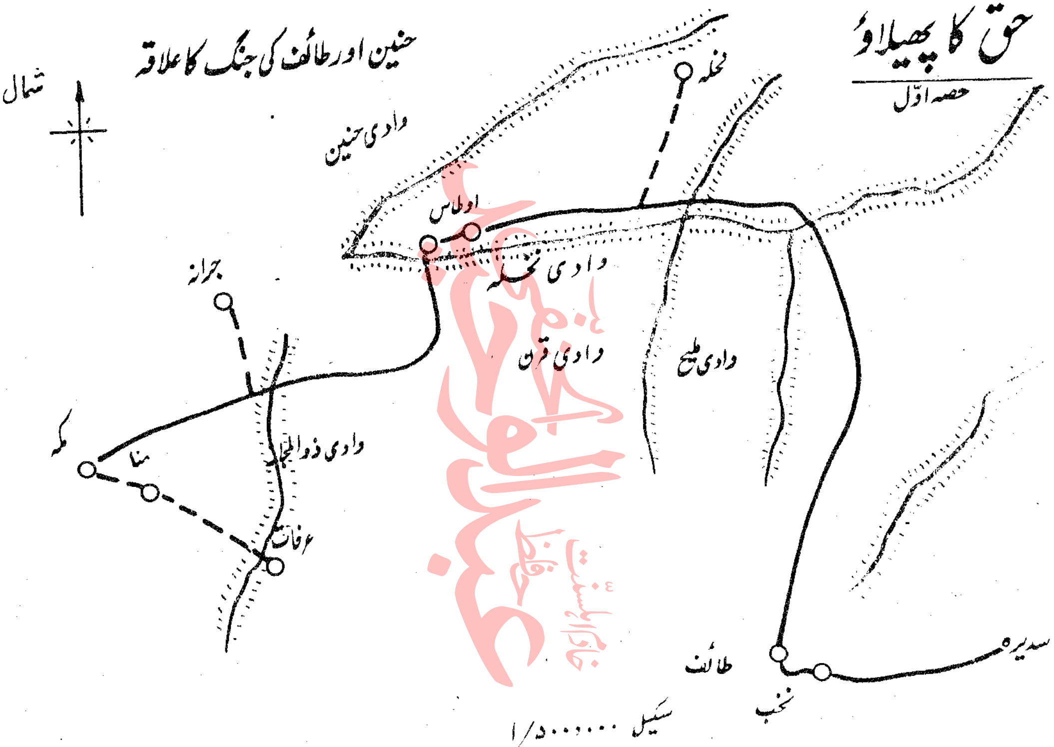

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

پہنچے تھے۔ مالک بن عوف پہلے ہی وہاں پہنچا ہوا تھا۔ اس نے اپنی فوج کو تنگ گھاٹیوں اور کمین گاہوں میں چھپا رکھا تھا اور یکبارگی حملے کا حکم دے رکھا تھا۔ وادی حنین میں داخلے کا مخصوص راستہ ہے۔ اس کے علاوہ ممکن نہیں۔ خاردار جھاڑیاں اور کٹی پھٹی زمین افواج کو اکٹھا ہو کر گزرنے پر مجبور کر دیتی ہے۔

صبح ابھی مکمل اجالا نہیں ہوا تھا کہ مجاہدینؓ بڑی شان وشوکت سے روانہ ہوئے، حتیٰ کہ وہ وادی کے کنارے تک پہنچ گئے۔ سامنے تیغ ہائے براں اور اطراف میں تیر انداز مقررہ وقت کے منتظر تھے اور پھر اچانک ان پر حملہ کر دیا۔ اطراف سے تیروں کی بوچھاڑ اور سامنے سے نیزہ بازوں نے حملہ کر دیا۔ جس سے لشکر صحابہؓ کی ایک دفعہ صف بندی ٹوٹ گئی۔ لیکن اس افراتفری میں بھی حضور ﷺ اور آپ کے رفقاء حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ اور دوسرے بڑے بڑے صحابہ کرامؓ میں کوئی لغزش نہ آئی۔ اور آپ سپر بن کر تیر اندازوں کے سامنے کھڑے ہو گئے۔[1]

غزوۂ حنین کے چند واقعات حضور ﷺ نے حضرت عباسؓ سے فرمایا:

"آپ اونچی آواز میں لوگوں کو بلاؤ۔ پہلے اصحابؓ سمرہ کو آواز دو۔"

چنانچہ انہوں نے بلند آواز میں کہا: "کیکر کے نیچے بیعت کرنے والو!" یہ آواز سُن کر وہ لوگ پلٹے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

---

[1]...... انوارِ قیادت مؤلفہ بدر المنیر ص ۴۰۱۔ تاریخ طبری، ابن خلدون، ابن کثیر

عبد الوحید حافظ خادم اہلسنت

انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب

یہ جھوٹ نہیں کہ میں نبی ہوں اور عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔

اس افراتفری میں جب جمعیت ٹوٹ گئی تھی، آپ ﷺ کے ساتھیوں میں یہ اصحابؓ ثابت قدم رہے: حضرت عباسؓ، حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت ربیعہؓ بن حارث، حضرت فضلؓ بن عباس، حضرت اسامہؓ بن زید، حضرت ابوسفیانؓ بن حارث، حضرت ایمنؓ بن اُمّ ایمن رضی اللہ عنہم اجمعین۔

حضور ﷺ کے حکم پر آپ کی طرف سے حضرت عباسؓ نے پھر آواز لگائی: یَا مَعْشَرَ الْاَنْصَار! اس آواز پر انصارؓ پلٹ آئے۔ پھر مہاجرینؓ کو آواز دی، وہ بھی آپ ﷺ کی طرف لوٹ آئے۔ اور لبیک لبیک کہتے ہوئے اور دوسرے بھی سب واپس آ گئے۔ آپ ﷺ نے مٹھی بھر کنکریاں اُٹھائیں اور "شاھت الوجوہ" کہہ کر کفار کی طرف پھینک دیں۔ قبائل ہوازن پر رعب طاری ہو گیا اور ایسی آندھی چلی کہ ان کی آنکھوں میں مٹی پڑ گئی۔ اہل ایمان کو سکون ہوا۔ اہل ایمان اپنی تنظیم مکمل کر کے تیر اندازوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے قبائل پر ٹوٹ پڑے۔ تیر انداز اپنا حملہ بے اثر دیکھ کر گھبرا گئے اور انہوں نے اپنی جگہ چھوڑ دی اور اپنی فوج کی جانب لپکے۔ جس سے اُن کی فوج میں بھگدڑ مچ گئی۔

مجاہدینؓ نے پوری قوت سے قبائل پر حملہ کر دیا۔ اللہ کی نصرت ہوئی۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید

لوگ بھاگنے لگے۔ مالک بن عوف ثقیف کے قلعہ میں جا گھسا۔

حضور ﷺ ایک اونچی جگہ سے جنگ کا نظارہ کر رہے تھے۔[1]

کافر لوگ بھاگ گئے اور طائف میں جا کر قلعہ بند ہو گئے۔

مالِ غنیمت قبائل کے بھاگ جانے کے بعد مالِ غنیمت اکٹھا کیا گیا۔ ان میں چھ ہزار (۶۰۰۰) قیدی، چاندی چار ہزار (۴۰۰۰) اوقیہ، چوبیس ہزار (۲۴۰۰۰) اونٹ، چالیس ہزار (۴۰۰۰۰) بکریاں اور دیگر بہت سا مال جو وہ اپنے ساتھ لائے تھے، اہل ایمان کو ملا۔ یہ تمام مال جعرانہ منتقل کر دیا گیا۔ اور کچھ دور تک ان کا تعاقب کیا گیا۔ آپ ﷺ بھی کچھ آگے تک گئے۔ پھر واپس خیمہ میں تشریف لائے۔

نگرانی پر حضرت مسعودؓ بن عمرو غفاری کو مقرر کیا۔ ان قیدیوں میں آپ کی دودھ شریک بہن شیماء بھی تھیں۔ آپ ﷺ نے اپنی چادر ان کے لئے بچھائی اور ان کو تحائف عطا فرمائے۔ اور پوچھا کہ وہ قبیلہ میں واپس جانا چاہتی ہیں یا آپ ﷺ کے پاس رہنا چاہتی ہیں۔ انہوں نے واپس جانا پسند کیا تو آپ ﷺ نے بڑی عزت سے واپس روانہ کر دیا۔[2]

غزوۂ حنین کے شہداء غزوۂ حنین میں تین مجاہدینؓ شہید ہوئے:

(۱) ایمنؓ بن ایمن (۲) یزیدؓ بن زمعہ بن اسود (۳) سراقہؓ بن

---

۱ ...... انوارِ قیادت مؤلفہ بدر المنیر ص۴۰۲، سیرت مصطفیٰ ج۲ ص۵۷۵،

۲......انوارِ قیادت مؤلفہ بدرالمنیر ص۴۰۲،طبری

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید (watermark)

حارث انصاری رضی اللہ عنہم۔

کفار کے مقتول غزوۂ حنین میں کفار کے ستر (۷۰) سے زائد آدمی مارے گئے۔[۱]

مہم (۷۴)......سریہ ابوموسیٰ اشعریؓ

سریہ (۴۸)...... سریہ اوطاس (شوال ۸ ھ)

درید ہ بن صمہ حنین سے بھاگ کر اوطاس چلا گیا اور قبائل کے بھگوڑوں کو جمع کرنے لگا۔ جب آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اس کی خبر ملی تو حضرت ابو عامرؓ اشعریؓ کو امیر بنا کر مجاہدینؓ صحابہ کی ایک جماعت کے ہمراہ روانہ فرمایا۔ انہوں نے جا کر مجمع پر حملہ کر دیا۔ حضرت ابو عامرؓ ایک تیر لگنے سے شہید ہو گئے تو ابوموسیٰ اشعریؓ نے جو اُن کے بھتیجے تھے، پرچم سنبھال لیا۔ کفار پھر شکست کھا کر طائف کی طرف بھاگ گئے۔ وہاں سے بھی مالِ غنیمت ملا۔ وہ بھی پہلے والے میں شامل کر دیا گیا۔[۲]

مہم (۷۵)......سریہ طفیلؓ بن عمر دوسی

سریہ (۴۹)......سریہ ذوالکفین

جناب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت طفیلؓ بن عمر دوسی کو عمرو بن جمعہ کا

---

[۱]......انوارِ قیادت مؤلفہ بدر المنیر ص ۴۰۳، طبری، [۲]......انوارِ قیادت مؤلفہ بدر المنیر ص ۴۰۳، سیرت مصطفیٰ ج ۲ ص ۵۷۰، سیرت ابن ہشام ج ۲ ص ۴۳۵

www.khudamahlesunat.com

لکڑی کا بت توڑنے کے لئے روانہ فرمایا۔ یہ بت ذوالکفین کہلاتا تھا۔ ان کو فرمایا کہ وہ فارغ ہو کر طائف پہنچ جائیں۔ ان کے ہمراہ قبیلہ اوس کے چار سو (۴۰۰) مجاہد صحابہؓ تھے۔ انہوں نے وہاں حملہ کیا اور بت خانے کو آگ لگا کر بت سمیت ہر چیز کو راکھ کر ڈالا۔[۱]

مہم (۷۶)

غزوہ (۲۷)......غزوۂ طائف (شوال ۸ھ)

آپ ﷺ طائف جاتے ہوئے اپنے ہمراہ منجنیق (پتھر پھینکنے والا ہتھیار) اور دبابہ (قلعہ کی دیوار توڑنے والا ہتھیار جس میں بیٹھ کر دیوار تک جاتے تھے) بھی لے گئے۔ یہ ہتھیار بھی محاصرہ طائف میں استعمال ہوئے۔

قبائل کی تیاری تمام قبائل کے مفرور قلعہ طائف میں جمع ہو گئے۔ یہ ایک وسیع علاقہ ہے جس کے چاروں طرف وسیع باغات ہیں۔ علاقہ ایک خوبصورت وادی ہے جس کے مغرب میں بلند و بالا پہاڑ ہیں۔ چشمے کثرت سے ہیں۔ قلعہ کے اندر بھی پانی کی بہتات تھی۔ یہ قبائل اپنے ہمراہ ایک سال کے لئے سامان خورد ونوش اور اسلحہ لے کر قلعہ بند ہو گئے اور قلعہ میں آنے والے تمام راستے بند کر دیئے۔[۲]

۱......انوارِ قیادت مؤلفہ بدر المنیر ص ۴۰۳، ۲......انوارِ قیادت ص ۴۰۴

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

مجاہدینؓ صحابہ کے اقدام حضرت رسول پاک ﷺ نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا اور مندرجہ ذیل اقدام فرمائے:

(۱) قلعہ کا سختی سے محاصرہ کر لیا اور تمام آمد ورفت کے ذرائع مسدود کر دیئے۔

(۲) قلعہ کے گرد جھاڑ جھنکار اور خس و خاشاک اکٹھے کرا کر آپ ﷺ نے آگ لگا دی۔

(۳) ان کے باغات کٹوانے اور جلوانے شروع کیئے۔

(۴) منجنیق سے قلعہ پر سنگ باری کرائی۔

(۵) اعلان فرمایا کہ جو غلام اُتر کر آ جائیں، آزاد کر دیئے جائیں گے۔ چنانچہ بہت سے غلام رسیوں کے ذریعے اُتر آئے اور مفید معلومات بہم پہنچائیں۔

مقابلہ کفار نے بھی ترکی بہ ترکی جواب دیا۔ لوہے کی گرم سلاخیں اور آتشیں تیر استعمال کیئے۔ کثرت سے سنگ باری کی اور اتنی شدت سے تیر اندازی کی کہ مجاہدینؓ کو نزدیک جانے کا موقع نہ دیا۔ یہ محاصرہ اٹھارہ (۱۸) دِن جاری رہا۔ باغوں کو کٹتا دیکھ کر اہل طائف نے رحم کی درخواست کی تو آپ ﷺ نے درخت کٹوانا بند کر دیئے۔

ذیقعدہ کی آمد کے باعث ایک دِن پہلے ہی مجاہدینؓ کو حکم فرمایا کہ محاصرہ اُٹھا کر واپس چلیں۔ چنانچہ سب لوگ جعرانہ پہنچ گئے۔ جاتے

www.khudamahlesunat.com

ہوئے آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے نخلہ، قرن المازل اور لیہ کا راستہ اختیار کیا اور واپسی پر ثنایا سے جعرانہ تشریف لے آئے۔ واپسی پر آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے طائف والوں کے لئے دُعا فرمائی:

اے اللہ! ثقیف کو ہدایت فرما اور ان کو ایمان سے سرفراز فرما۔[1]

مالِ غنیمت کی تقسیم

آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے دس دِن تک جعرانہ میں قیام کیا اور انتظار کیا کہ اہل طائف میں سے کوئی آ جائے۔ لیکن کوئی نہ آیا۔ پھر آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے نومسلم قریشیوں کو مالِ غنیمت میں سب سے زیادہ دیا۔ ان میں سے اکثر کو سو اونٹ اور چالیس اوقیہ چاندی دی گئی۔ بعض سرداروں کو تین تین سو اونٹ عطا فرمائے۔ اس پر حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے عرض کی:

"یا رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم! میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ لڑائی اور صلح میں بے حد کریم ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کو جزاء خیر دے، آپ کی سخاوت انتہاء کو پہنچی ہوئی ہے۔"

بعض سرداروں کو سو سے کم دیئے گئے۔

اس موقع پر آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا: "یہ میں نے تالیف قلوب کے لئے ان کو اتنے اونٹ دیئے ہیں۔"

آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے مہاجرین اور انصار رضی اللہ عنہم کو کچھ نہ دیا۔ اس موقع

[1]...... انوارِ قیادت مؤلفہ بدر المنیر ص ۴۰۴

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

پر آپ ﷺ نے انصارؓ کو جمع فرمایا اور ارشاد فرمایا:

''اے گروہِ انصارؓ! کیا تم کو یہ پسند نہیں کہ لوگ اونٹ اور بکریاں لے کر جائیں اور تم محمد (ﷺ) کو لے جاؤ۔ واللہ! جس کے قبضہ قدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے، اگر مجھے ہجرت نہ کرنا ہوتی تو میں انصارؓ میں سے ہوتا۔ اگر لوگ ایک گھاٹی سے چلیں اور انصارؓ دوسری سے، تو میں انصارؓ کے ساتھ ہوتا۔ اے اللہ! انصارؓ، ان کے بیٹوں اور ان کے بیٹوں کے بیٹوں پر رحم فرما۔''

آپ ﷺ کا خطاب سُن کر انصارؓ اس قدر خوش ہوئے اور خوشی سے اتنے آنسو نکلے کہ اُن کی داڑھیاں تر ہو گئیں۔ اور کہنے لگے: ہمیں اللہ کے رسول ﷺ کی ضرورت ہے۔[1]

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

مہم (۷۷)......سریہ مغیرہ بن شعبہؓ

سریہ (۵۰)......لات بت کی تباہی (شوال ۸ھ)

حضرت رسول پاک ﷺ نے حضرت مغیرہؓ بن شعبہ اور حضرت ابوسفیانؓ بن حرب کو طائف کی جانب ان کے بت ''لات'' کو تباہ کرنے کے لئے روانہ فرمایا۔ انہوں نے جا کر اپنی برادری بنوسقب کو جمع کیا اور بت لات کو تباہ کر دیا۔ اہل طائف کا عقیدہ تھا کہ جو بت کو

[1]......انوارِ قیادت مؤلفہ بدر المنیر ص ۴۰۵۔ تاریخ طبری، ابن خلدون، ابن کثیر

نقصان پہنچائے گا، بچ نہ سکے گا۔ لیکن جب بت پاش پاش ہوگیا اور کسی کو کچھ نہ ہوا تو یہ دیکھ کر ان کو یقین ہوگیا کہ اسلام سچا مذہب ہے۔ چنانچہ وہ ایمان لے آئے۔ جو خزانہ حاصل ہوا، اس میں سے آپ ﷺ کے حکم سے حضرت عروہؓ بن مسعود ثقفی اور حضرت قاربؓ کے باپ کا قرض ادا کیا گیا۔[1]

مہم (۷۸)

سریہ (۵۱)......سریہ عیینہؓ بن حصن الفرازی (محرم ۹ھ)

حضرت رسول پاک ﷺ نے حضرت عیینہؓ بن حصن کو قبیلہ بنو تمیم کے مشرکین کی طرف روانہ فرمایا۔ یہ مقام جفہ سے سترہ میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہ لوگ الاسقیاء کی زمین میں تھے۔ یہ لوگ جو پچاس (۵۰) تھے اور ان میں کوئی مہاجرؓ و انصارؓ نہ تھا، رات کو سفر کرتے اور دِن کو چھپ جاتے۔ انہوں نے اچانک ایک جنگل میں بنو تمیم پر حملہ کر دیا۔ مشرکین اہل ایمان کو دیکھ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ ان کے گیارہ مرد، بیس عورتیں اور تیس بچے گرفتار ہوئے اور ان کے مویشی قبضے میں کر لئے اور واپس مدینہ منورہ آ گئے۔

مجبور ہو کر دس آدمیوں کا ایک وفد اور بنو تمیم کے کئی سردار بھی آپ کی

---

[1]......انوارِ قیادت مؤلفہ بدر المنیر ص ۴۱۱۔ تاریخ طبری، ابن خلدون، ابن کثیر

www.khudamahlesunat.com

خدمت میں مدینہ میں حاضر ہوئے اور آپ کو حجرہ کے پاس کھڑے ہو کر آوازیں دینے لگے اور عاجزانہ درخواست کرنے لگے کہ ان کے بیوی بچوں کو رہا کر دیا جائے۔ چنانچہ آپ ﷺ باہر تشریف لائے۔ صلوٰۃ کی ادائیگی کے بعد ان سے باتیں کیں اور ان کے قیدیوں کو رہا فرما دیا۔ اس پر اللہ پاک کی طرف سے یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجرَاتِ اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ○ (سورۃ الحجرات آیت ۴)

بے شک جو لوگ حجروں کے باہر کھڑے ہو کر آپ ﷺ کو آوازیں دیتے ہیں، ان میں سے اکثر عقل نہیں رکھتے۔[1]

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

مہم (۷۹)......سریہ ولید بن عقبہؓ

سریہ (۵۲)......بنی مطلق (محرم ۹ ھ)

جناب رسول پاک ﷺ نے حضرت ولیدؓ بن عقبہ کو بنی مطلق کی جانب زکوٰۃ کی وصولی کے لئے روانہ فرمایا۔ جب ان لوگوں کو پتہ چلا تو اونٹوں وغیرہ کو جمع کرنے کے لئے ادھر ادھر بھاگ دوڑ کرنے لگے۔ حضرت ولیدؓ بن عقبہ نے سمجھا کہ وہ ہتھیار اکٹھے کر رہے ہیں۔ چنانچہ وہاں سے واپس آ کر آپ ﷺ کو صورت حال بتائی۔ آپؐ نے دوبارہ

۱......انوارِ قیادت مؤلفہ بدر المنیر ص ۴۱۱، سیرت مصطفیٰ ج ۲ ص ۵۸۹

وہاں بھیجنے کے لئے ایک جماعت تیار فرمائی لیکن وہ لوگ پہلے ہی حاضر ہو گئے اور تمام واقعات پیش کئے کہ ہمارا لڑائی کا ارادہ نہیں تھا۔

آپ ﷺ نے حضرت عبادہؓ بن بشیر کو ان کے ساتھ روانہ فرمایا جو وہاں دس دِن رہے اور ان کو دین کی تعلیم بھی دی۔ اور صدقات بھی جمع کیے اور پھر واپس آ گئے۔[۱]

مہم (۸۰)......سریہ قطبہؓ بن عامر

سریہ (۵۳)......نوات (صفر ۹ ھ)

حضور ﷺ نے حضرت قطبہؓ بن عامر کو بیس (۲۰) سواروں کے ساتھ تبالہ کے علاقہ میں قبیلہ خثعم پر دھاوا بولنے کا حکم دیا کہ یہ لوگ اسلام دشمنی میں کافی کارروائیاں کر چکے تھے۔ اس دھاوے میں اس قبیلہ پر رات کو شب خون مار کر ان کے مزاج کو درست کیا گیا۔ اور اس کے بعد وہ راہِ راست پر آ گئے۔[۲]

دونوں فریقین میں مقابلہ ہوا اور کئی لوگ زخمی ہوئے۔ یہ لوگ واپس پلٹے تو سیلاب آ گیا۔ قبیلہ خثعم دوسرے کنارے پر رہ گیا اور یہ زخمی لوگ

۱...... انوارِ قیادت مؤلفہ بدر المنیر ص۴۱۲، سیرت مصطفیٰ ج۲ مؤلفہ ادریس کاندھلویؒ، ۲...... ماخوذ از کتاب ''رسول اللہ ﷺ کی جنگی حکمت عملی'' ص۳۳۳، زرقانی ج۲، طبقات ابن سعد ج۲، سیرت مصطفیٰ ﷺ ج۲ ص۵۹۴

www.khudamahlesunat.com

واپس آ گئے۔[1]

آخر اللہ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی۔ صحابہؓ بہت سے اونٹ اور بکریاں مالِ غنیمت میں حاصل کر کے مدینہ روانہ ہو گئے۔

مہم (۸۱)......سریہ القیر طاء ضحاکؓ بن سفیان

سریہ (۵۴)......بنی کلد یب کو دعوتِ اسلام (ربیع الاول ۹ھ)

حضور ﷺ نے حضرت ضحاکؓ بن سفیان کو ایک لشکر کے ساتھ قبیلہ بنی کلد یب کو دعوتِ اسلام دینے کے لئے بھیجا۔ لیکن بنی کلد یب لڑائی پر تیار ہو گئے۔

زج کے مقام پر سخت لڑائی ہوئی جس میں کفار کو شکست ہوئی اور اس کے بعد قبیلہ کے کافی لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔[2]

مہم (۸۲)......سوئے جدہ

سریہ (۵۵)......سریہ علقمہؓ بن مجزر المدلجی (ربیع الاول ۹ھ)

حضور ﷺ کو خبر ملی کہ کچھ بحری ڈاکو جو حبشی النسل تھے اور جدہ میں اکٹھے ہو رہے تھے، ان کا ارادہ مکہ پر ڈاکے ڈالنے کا تھا، ان کی سرکوبی

---

[1]...... انوارِ قیادت مؤلفہ بدر المنیر ص۴۱۲، زرقانی شرح مواہب ج۳،

[2]...... ماخوذ از کتاب "رسول اللہ ﷺ کی جنگی حکمت عملی" مولفہ میجر امیر افضل ص۳۳۴، ابن سعد، زرقانی ج۲، سیرت مصطفیٰ ج۲

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

کے لئے حضور ﷺ نے حضرت علقمہؓ بن مجزر کو تین سو (۳۰۰) صحابہؓ کرام مجاہدین کے دستہ کے ساتھ جدہ روانہ فرمایا۔ یہ لوگ مسلمانوں کی وہاں آمد سے پہلے ہی بھاگ گئے اور جزیرہ میں جا کر روپوش ہو گئے۔

بعض راویوں کا خیال ہے کہ اس مہم کے کمانڈر حضرت عبداللہؓ بن خذافہ سہمی تھے۔[1] صحیح بخاری، مسند احمد، سنن ابن ماجہ کی روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے۔

مہم (۸۳)......سریہ علیؓ بن ابی طالب

سریہ (۵۶)......بنو طے (ربیع الثانی ۹ھ)

حضور پاک ﷺ نے حضرت علیؓ المرتضٰی کو ڈیڑھ سو (۱۵۰) کے قریب دستہ کے ساتھ بنو طے کو دعوتِ اسلام دینے کے لئے بھیجا۔ آپ نے وہاں پہنچ کر اس قبیلہ کو دعوتِ اسلام بھی دی اور اُن کے بت خانے کو منہدم کر دیا۔ جس میں قلس کا مشہور بت تھا۔ اس مہم میں حاتم طائی کی بیٹی قید ہوئی۔[2]

عدی بن حاتم (جو بعد میں مسلمان ہو گئے) شام کی طرف بھاگ

---

[1]...... ماخوذ از کتاب ”رسول اللہ ﷺ کی جنگی حکمت عملی“ ص ۳۳۴، زرقانی ج ۳ ص ۴۹، سیرت مصطفٰی ج ۲، سیرت حلبیہ ج ۳ ص ۱۳۳، [2]...... ماخوذ از کتاب ”رسول اللہ ﷺ کی جنگی حکمت عملی“ ص ۳۳۴، ایضاً ص ۲۸۷

خادم اہلسنت عبدالوحید

گئے۔ حضور پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو جب حاتم کی بیٹی کے بارے میں پتہ چلا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بڑی مہربانی سے پیش آئے۔ اوران کو رہا کر کے بنو قضاعہ کے ایک قافلہ کے ساتھ عدی بن حاتم کے پاس بھیج دیا۔ وہ اس بات پر اتنا متاثر ہوئے کہ مسجد نبویؐ میں آ کر اسلام قبول کیا۔ اور پھر اپنے سارے قبیلہ کو اسلام میں داخل کرانے میں اہم کردار ادا کیا۔

اس سریہ میں پچاس گھوڑا سوار اور باقی شتر سوار تھے۔ اس سریہ میں بنی طے کا بت الفلس منہدم کر دیا گیا۔[1]

مہم (۸۴)

غزوہ (۲۸)......غزوہ تبوک کی مہم (۹ھ)

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

یوم جمعرات ۲۷ رجب ۹ھ مطابق اکتوبر ۶۳۹ء۔

محل وقوع تبوک شام اور مدینہ کے درمیان ایک وسیع میدان ہے۔ جو شام کی سرحد پر واقع ہے۔ یہاں چشمے اور نخلستان ہیں۔ یہ مدینہ منورہ سے چودہ منازل تقریباً پانچ صد (۵۰۰) کلومیٹر کے فاصلہ پر شمال کی جانب ہے۔[2]

تیاری تمام مجاہدینؓ نے بڑھ چڑھ کر امداد میں حصہ لیا۔ حضرت ابوبکرؓ

---

[1]......انوارِ قیادت مؤلفہ بدر المنیر ص ۴۱۳، زرقانی ج ۳ ص ۴۹، سیرت مصطفیٰ ج ۲،

[2]......انوارِ قیادت ص ۴۱۴ مطبوعہ کشمیر بک ڈپو چکوال، زرقانی شرح مواہب

صدیق نے گھر کا تمام اثاثہ پیش کر دیا۔ حضرت عمرؓ فاروق اپنا آدھا مال لے آئے۔ حضرت عثمانؓ ذوالنورین نے اپنے مال کا چوتھائی دوسو اوقیہ چاندی، تین سو (۳۰۰) غلہ سے لدے ہوئے اونٹ اور ایک ہزار دینار پیش کئے۔[۱]

حضرت عاصمؓ بن عدی نے ۳۶۰ من کھجوریں دیں۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے سو اوقیہ چاندی دی۔ حضرت سعدؓ بن عبادہ، حضرت محمد بن مسلمہؓ، حضرت عباسؓ اور حضرت طلحہؓ نے بہت سا مال پیش کیا۔[۲]

علامہ اقبالؒ نے اس منظر کو ایک نظم میں اس طرح پیش کیا:

شانِ صدیق اکبرؓ......علامہ اقبال کی نظر میں[۳]

اِک دِن رسولِ پاکؐ نے اصحابؓ سے کہا
دیں مال راہِ حق میں جو ہوں تم میں مال دار
ارشاد سُن کے فرطِ طرب سے عمرؓ اُٹھے
اُس روز اُن کے پاس تھے درہم کئی ہزار

---

[۱]......حضرت عثمانؓ ذوالنورین سے آپ ﷺ اس قدر مسرور ہوئے کہ آپ ﷺ بار بار ایک ہزار دینار جو آپ نے پیش کئے تھے، ان کو لیتے تھے اور یہ فرماتے جاتے تھے کہ اس عمل صالح کے بعد عثمانؓ کو کوئی عمل ضرر نہ پہنچا سکے گا۔ اے اللہ! میں عثمانؓ سے راضی ہوا تو بھی اس سے راضی ہوا۔ (زرقانی ج ۳ ص ۶۴، تاریخ طبری، تاریخ ابن کثیر)، [۲]......انوارِ قیادت مؤلفہ بدر المنیر ص ۴۱۳، تاریخ طبری، تاریخ ابن کثیر، [۳]......کلیاتِ اقبالؔ ...... بالِ جبریل ص

دِل میں یہ کہہ رہے تھے کہ صدیقؓ سے ضرور
بڑھ کر رکھے گا، آج قدم میرا راہ وار
لائے غرض کہ مال، رسولِؐ امیں کے پاس
ایثار کی ہے دست نگر ابتدائے کار
پوچھا حضورؐ سرورِ عالم نے اے عمرؓ!
اے وہ کہ جوشِ حق سے تیرے دِل کو ہے قرار
رکھا ہے کچھ عیال کی خاطر بھی تو نے کیا؟
مسلم ہے اپنے خویش و اقارب کا حق گزار
کی عرض نصف مال ہے فرزند و زن کا حق
باقی جو ہے وہ ملت بیضا پہ ہے نثار
اتنے میں رفیق نبوت بھی آ گیا
جس سے بنائے عشق و محبت ہے استوار
لے آیا اپنے ساتھ وہ مردِ وفا شرشت
ہر چیز جس سے چشم جہاں میں اعتبار
مِلکِ یمین و دِرہم و دِینار و رخت و جنس
اَسپ قمر سم و شتر و قاطر و حمار
بولے حضورؐ چاہیے فکرِ عیال بھی
کہنے لگا وہ عشق و محبت کا راز دار

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید الحنفی

اے تجھ سے دیدۂ مَہ و انجم فروغ گیر
ہے تیری ذات باعثِ تکوینِ روزگار
پروانے کو چراغ ہے، بلبل کو پھول بس
صدیقؓ کے لئے خدا کا رسولؐ بس

روانگی آپ ﷺ تیس ہزار کے لشکر جرار کے ہمراہ روانہ ہوئے، جس میں دس ہزار گھوڑا سوار تھے۔ حضرت ابوبکرؓ کو لشکر میں امام مقرر فرمایا جو لوگوں کو نماز ادا کرائیں۔ تمام قبائل کو جھنڈے دیئے گئے اور ان پر امیر مقرر کئے گئے۔

آپ ﷺ نے تبوک تک کا فاصلہ پندرہ دنوں میں طے کیا۔ آپ ﷺ نے وہاں بیس (۲۰) روز قیام فرمایا۔ اس قیام کے دوران ایلہ کا حاکم یوحنا حاضر خدمت ہوا اور جزیہ دینا قبول کیا۔ جزبا اور اذرح کے حاکم بھی حاضر خدمت ہوئے اور جزیہ ادا کرنے پر صلح کر لی۔

عیسائی غسانی اہل ایمان کی آمد کا سُن کر منتشر ہو گئے تھے، اس لئے کسی لڑائی کی نوبت نہ آئی۔

۲۷ رجب ۹ ھ کو تبوک میں آپ ﷺ نے عظیم الشان خطبہ دیا۔[۱]

تین اصحابؓ کا قصہ تین اصحابؓ حضرت کعبؓ بن مالک، حضرت مرارہؓ بن ربیعہ اور حضرت ہلالؓ بن امیہ نے سچ سچ بیان کیا جو لشکر کے

---

[۱]......انوارِ قیادت مؤلفہ بدرالمنیر ص ۴۱۷، عیون الاثر ج ۲، زرقانی ج ۳

خدام اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

تبوک کی مہم

خادم اہلسنّت
حافظ
عبدالوحید الحنفی

ساتھ نہ جا سکے۔ ان کی توبہ کا ذکر سورۃ توبہ آیت ۱۱۸ میں آیا ہے۔

حضرت علیؓ المرتضٰی کو اسی غزوہ میں حضور ﷺ اہل بیت کی دیکھ بھال کے لئے مدینہ منورہ میں قائم مقام بنا گئے تھے۔ اور آپ ﷺ نے محمد بن مسلمہؓ انصاری کو اپنا قائم مقام اور مدینہ کا والی مقرر کیا۔[1]

حضرت علیؓ المرتضٰی کی عرض اس موقع پر حضرت علیؓ المرتضٰی نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ مجھ کو بچوں اور عورتوں میں چھوڑے جاتے ہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا:

اَمَا تَرْضٰي اَنْ تَكُوْنَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَه هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى اِلَّا اَنَّهٗ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ (بخاری، مسلم، مشکوۃ حدیث ۵۸۲۶)

تو میرے لیے ایسا ہی ہے جیسا کہ موسٰیؑ کے لئے ہارونؑ تھے۔ البتہ فرق اتنا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

ارشادِ نبوی ﷺ کی شرح اس حدیث سے شیعہ حضرات حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت بلافصل پر استدلال کرتے ہیں کہ حضور پُر نور ﷺ کے بعد خلافت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا حق ہے۔

اہل السنّت والجماعت یہ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کا سفر میں جاتے وقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اہل وعیال کی نگرانی کے لئے چھوڑ جانا کہ میری واپسی تک ان کی نگرانی اور خبر گیری کرنا، اس سے حضرت علی

[1]...... زرقانی شرح مواہب ج ۳ ص ۶۴

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

کرم اللہ وجہہ کی امانت، دیانت، قرب اور اختصاص تو بے شک معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے کہ اپنے اہل وعیال کی نگرانی اور خبر گیری اسی کے سپرد کرتے ہیں کہ جس کی امانت و دیانت اور محبت اور اخلاص پر اطمینان ہو۔ فرزند اور داماد کو اس کام کے لئے مقرر کرتے ہیں۔ لیکن یہ امر کہ میری وفات کے بعد تم ہی میرے خلیفہ ہو گے، حدیث کا اس مضمون سے کوئی تعلق نہیں۔ پھر یہ کہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی یہ قائم مقامی فقط اہل وعیال کی حد تک محدود تھی۔ اس لئے آنحضرت ﷺ نے اسی غزوہ میں جاتے وقت حضرت محمد بن مسلمہؓ کو مدینہ میں قائم مقام مقرر کیا۔

حضرت سباع بن عرفطہؓ کو مدینہ کا کوتوال اور حضرت عبداللہؓ بن اُمّ مکتوم کو اپنی مسجد کا امام مقرر کیا۔ معلوم ہوا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت و نیابت مطلق نہ تھی۔

(۲) آنحضرت ﷺ کی عادت شریفہ یہ تھی کہ جب کسی غزوہ میں تشریف لے جاتے تو کسی نہ کسی کو مدینہ میں اپنا قائم مقام بنا کر جاتے اور جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو وہ قائم مقامی خود بخود ختم ہو جاتی۔ کسی فرد بشر کے حاشیہ خیال میں یہ بات نہیں گزری کہ وہ ان صحابہؓ کی وقتی خلافت اور عارضی نیابت کو ان حضرات کی خلافت بلافصل اور امامت کبریٰ کی دلیل سمجھتا۔

رہا یہ امر کہ آنحضرت ﷺ نے اس حدیث میں حضرت علی کرم اللہ

www.khudamahlesunat.com

وجہہ کو حضرت ہارون علیہ السلام کے ساتھ تشبیہ[1] دی ہے، سو ہم یہ عرض کریں گے کہ اس تشبیہ سے بے شک ایک قسم کی فضیلت ثابت ہو گی، لیکن تشبیہ سے تمام امور میں مساوات لازم نہیں۔ اس حدیث میں اگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حضرت ہارون علیہ السلام کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے تو ایسا بدر کے قیدیوں کے بارے میں جب آپ ﷺ نے صحابہؓ سے مشورہ کیا تو اس وقت حضرت ابوبکرؓ صدیق کو حضرت ابراہیم اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کے ساتھ تشبیہ دی۔ اور حضرت عمرؓ فاروق کو حضرت نوح اور حضرت موسیٰ علیہم السلام کے ساتھ تشبیہ دی: ''اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَہ ھَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی'' کہنے سے بھی تشبیہ دی۔[2]

مہم (۸۵)......سریہ خالدؓ بن ولید

سریہ (۵۷)......کندہ مہم (رجب ۹ھ)

رجب ۹ھ میں تبوک کی مہم کے وقت حضور پاک ﷺ نے ایک لشکر کے ساتھ حضرت خالدؓ بن ولید کو دومۃ الجندل پر چھاپہ مارنے

---

[1]......حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی حیات میں حضرت ہارون علیہ السلام کو ایک موقع پر قائم مقام بنا کر گئے۔ بعد میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حیات میں ہی ہارون علیہ السلام وفات پا گئے تھے۔

[2]......سیرت مصطفےٰ ﷺ ج۲ ص۶۰۵ مولفہ مولانا ادریس کاندھلوی، زرقانی شرح مواہب ج۳

www.khudamahlesunat.com

کے لئے بھیجا۔[۱]

چار سو (۴۰۰) سواروں کے ہمراہ حضرت خالدؓ بن ولید کندہ کے حاکم اکیدر کے خلاف روانہ ہوئے، جو دومۃ الجندل کے علاقہ کا حکمران تھا۔ آپ نے اس کو شکار کھیلتے ہوئے پکڑ لیا اور گرفتار کر لیا۔ پھر دو ہزار اونٹ، آٹھ سو مویشی، چار سو زرہیں اور چار سو نیزوں پر صلح ہوگئی۔ اکیدر اور اس کا بھائی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جزیہ دینے پر صلح کر لی اور آپ نے صلح نامہ پر انگوٹھہ ثبت فرمایا۔[۲]

مہم (۸۶)......بنی الحارث کو دعوتِ اسلام (ربیع الثانی ۱۰ھ)

حضور ﷺ نے ماہ ربیع الثانیہ ۱۰ھ یا جمادی الاولیٰ میں حضرت خالدؓ بن ولید کو چار سو (۴۰۰) کے دستہ کے ساتھ بنی حارث کی طرف مقام نجران میں روانہ کیا۔ اور حکم دیا کہ لڑنے سے پہلے تین بار ان کو دعوتِ اسلام دینا۔ اگر وہ قبول کر لیں تو بہتر ہے، ورنہ جنگ کرنا۔

چنانچہ حضرت خالدؓ بن ولید نے ایسا ہی کیا۔ یہ سب لوگ اور ان کے رئیس حارث بن کعب مسلمان ہو گئے۔ حضرت خالدؓ بن ولید نے ان کو دین کی تعلیم دینا شروع کی اور قرآن شریف سکھانے لگے۔ اور یہی حضور

۱...... ماخوذ از کتاب "رسول اللہ ﷺ کی جنگی حکمت عملی" ص ۳۴۴،

۲......انوارِ قیادت مؤلفہ بدر المنیر ص ۴۱۸۔ سیرۃ المصطفیٰ ﷺ ج ۲ ص ۶۰۹

ﷺ نے حضرت خالدؓ بن ولید کو حکم دیا تھا۔ اور حضرت خالدؓ بن ولید نے اس مضمون کا عریضہ حضور ﷺ کی خدمت میں روانہ کیا۔

حضرت خالدؓ بن ولید کا مکتوب بنام رسول اللہ ﷺ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حضرت محمد نبی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں خالد بن ولید کی طرف سے السلام علیک یا رسول اللہ و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ میں اس اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اما بعد! یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے مجھ کو بنی حارث بن کعب کی طرف روانہ فرمایا تھا اور حکم دیا تھا۔ میں تین روز تک ان کو دعوتِ اسلام دوں، پھر اگر وہ اسلام قبول نہ کریں تو میں ان سے جنگ کروں۔ پس میں ان کے پاس آیا اور حسب الحکم حضور ﷺ کے تین روز تک ان کو دعوت اسلام دی۔ اور سواروں کو ان کے پاس بھیجا کہ اے بنی حارث اسلام قبول کر لو، سلامت رہو گے۔ پس ان لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ اور جنگ سے باز رہے۔ اب میں ان میں مقیم ہوں اور دین کے اوامر و نواہی اور احکام ان کو بتلا رہا ہوں۔ آئندہ جو حکم حضور ﷺ کی جناب سے صادر ہو گا، اس کے موافق عمل کروں گا۔ والسلام علیک یا رسول اللہ و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔[1]

---

[1]...... سیرت ابن ہشام ج ۲ ص ۴۹۰، امتاع السماع مجموعہ الوثائق، طبری ج ۲۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

حضور ﷺ کا مکتوب گرامی بنام حضرت خالدؓ بن ولید

حضور ﷺ نے حضرت خالدؓ بن ولید کو یہ جواب دیا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ محمد نبی رسول اللہ (ﷺ) کی طرف سے خالدؓ بن ولید کی طرف۔ السلام علیک! میں اس اللہ کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اور معلوم ہوا کہ بنی حارث بن کعب نے اسلام قبول کرلیا اور جنگ سے پہلے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دی اور یہ اللہ کی ہدایت ہے جو اس نے ان کے شامل حال فرمائی۔ پس تم ان کو ثوابِ الٰہی کی خوش خبری پہنچاؤ اور عذابِ الٰہی سے خوف دلاؤ اور خود ان کے چند لوگوں کو اپنے ساتھ لے کر ہماری خدمت میں حاضر ہو۔ والسلام علیک ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔[1]

بنی حارث کا وفد پس حضرت خالدؓ بن ولید اس فرمان کو دیکھ کر بنی حارث کے ان لوگوں کو ساتھ لے کر خدمت عالی میں حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ نے حضرت عمروؓ بن حزم صحابی کو ان کے پاس روانہ فرمایا تھا تاکہ ان کو قرآن اور احکام اسلام کی تعلیم دیں اور زکوٰۃ وصول کر کے حضور ﷺ کی خدمت میں روانہ کریں اور وصیت نامہ مشتمل بر نصائح و احکامات لکھ کر ان کو دیا تھا، جس کی تفصیل سیرت ابن ہشام ج ۲ ص ۴۹۳ پر درج ہے۔[2]

---

[1]...... سیرت ابن ہشام ج ۲ ص ۴۹۰، وصبح الاعشیٰ، مجموعہ الوثائق، تاریخ طبری ج ۲ ص ۳۵۶۔ [2]...... سیرت ابن ہشام ج ۲ ص ۴۹۳، طبری ج ۲ ص ۳۵۷

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید الحنفی

مہم (۸۷)......اہل یمن کو دعوتِ اسلام (رمضان ۱۰ھ)

حضور ﷺ نے حضرت خالدؓ بن ولید کو حکم دیا کہ وہ ایک لشکر کے ساتھ جا کر اہل یمن کو اسلام کی دعوت دیں لیکن لڑائی سے گریز کریں۔ دعوت کچھ کامیاب نہ ہوئی تو حضور ﷺ نے حضرت علیؓ المرتضٰی کو ایک دستہ کے ساتھ بھیجا کہ پورے کے پورے لشکر کی کمانڈ سنبھال لیں اور اہل یمن کو نئے سرے سے دعوتِ اسلام دیں۔

حضرت علیؓ المرتضٰی وہاں تشریف لے گئے۔ آپ کی دعوت کا اثر ہوا اور اہل یمن اسلام لے آئے۔[1]

صحابہؓ کی ابوبکرؓ صدیق کی امامت میں ادائیگی نماز: حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مرض الموت میں بیمار ہوئے، آپ سے نماز کے لئے اجازت مانگی گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

مُرُوْا اَبَابَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ

ترجمہ: ابوبکرؓ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

میں نے کہا: وہ بہت رقیق القلب ہیں۔ جب آپ ﷺ کی جگہ امامت کے لئے کھڑے ہوں گے تو ان سے کھڑا نہ ہوا جائے گا۔ مگر دوبارہ آپ ﷺ نے فرمایا:

[1]......ماخوذ از کتاب ''رسول اللہ ﷺ کی جنگی حکمت عملی'' ص ۳۲۵

www.khudamahlesunat.com

مُرُوْا اَبَابَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ

ترجمہ: ابوبکرؓ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

میں نے پھر ان کے متعلق یہی کیا۔ اس پر آپ ﷺ برہم ہو گئے اور فرمایا: تم یوسف والیاں ہو۔ اور پھر یہی حکم دیا:

مُرُوْا اَبَابَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ

ترجمہ: ابوبکرؓ سے کہو کہ وہ نماز پڑھائیں۔

اس کے بعد آپ ﷺ خود بھی نماز کے لئے آہستہ آہستہ اور لڑکھڑاتے ہوئے مسجد میں آ گئے۔ حضرت ابوبکرؓ کے قریب پہنچے۔ حضرت ابوبکرؓ پیچھے ہٹنے لگے، مگر آپ ﷺ نے ان کی پشت پر ہاتھ مارا اور کہا کہ تم ہی نماز پڑھاؤ اور خود آپ ابوبکرؓ کی داہنی جانب بیٹھ گئے۔ اس طرح ابوبکرؓ نے رسول اللہ ﷺ کی اقتداء کی اور لوگوں نے نماز میں ابوبکرؓ کی اقتدا کی۔[1]

مہم (۸۸)...... سریہ اسامہؓ بن زید

سریہ (۵۸)......ارضِ فلسطین (۱۵ ربیع الاول ۱۱ھ جمعرات)

جناب رسول اللہ ﷺ نے کم و بیش تیس ہزار (۳۰۰۰۰) کا ایک لشکر تیار فرمایا۔ اصحاب کبار رضی اللہ عنہم کو تیاری کا حکم فرمایا اور اس پر حضرت اسامہؓ بن زید (۱۷ سالہ نوجوان) کو امیر مقرر فرمایا۔ اور ارشاد فرمایا کہ

[1]...... جامعہ الصغیر، احمد، بخاری، ابن ماجہ، طبری ج ۲ حصہ اول ص ۴۰۲

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

ارض فلسطین میں بلقاء اور داروم تک کے میدانوں کو روند ڈالو۔ یہ وہی علاقہ ہے جہاں سریہ موتہ ہوا تھا اور یہ ملک شام کا علاقہ تھا جو غسانی عیسائیوں کی عمل داری میں تھا۔ غسانی اس سے پہلے بھی جنگ کے لئے تیار ہوئے تھے۔ لیکن مجاہدینؓ کے غزوۂ تبوک کے خروج کا سُن کر منتشر ہو گئے تھے۔ وہ پھر تیاری کرنے لگے۔ اس بناء پر آپ ﷺ نے لشکر کو تیار ہونے کا حکم فرمایا۔ اس غزوہ میں تمام اہل ایمان حتیٰ کہ اوّلین مہاجرین اور کبار صحابہ رضی اللہ عنہم بھی ساتھ تیار ہوئے۔ رسول پاک ﷺ کا یہ آخری لشکر تھا۔ لوگ تیار ہو کر مدینہ منورہ کے قریب مقام جرف پر جمع ہونے لگے۔ حضرت اُسامہؓ بھی وہاں پہنچ گئے۔ آپ ﷺ نے ان کو طلب فرمایا اور دست مبارک سے جھنڈا عطا فرمایا۔ جس کو بعد میں انہوں نے حضرت بریدہؓ اسلمی کے حوالہ کیا۔

لوگ جرف میں ہی ٹھہرے ہوئے تھے کہ آپ ﷺ کے مرضِ وفات میں اضافہ ہو گیا۔ حضرت اسامہؓ آپ ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ اُٹھائے اور پھر ان کے سر پر رکھے تو ان کو معلوم ہوا کہ وہ ان کے لئے دُعا فرما رہے ہیں۔ پھر آپ ﷺ کا وصال ہو گیا۔[1]

اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ O

---

[1]...... بحوالہ عسکری انوارِ قیادت مؤلفہ بدر المنیر ص ۴۳۸، طبقات ابن سعد، انساب الاشراف، تاریخ الیعقوبی۔

خدام اہلسنت حافظ عبدالوحید

سقیفہ بن ساعدہ کا واقعہ: آنحضرت ﷺ کے انتقال سے آپ کے جانثار صحابہ رضی اللہ عنہم پر جو کیفیت طاری ہوئی، وہ قدرتی تھی۔ اس کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ بعضوں کو یہ خیال پیدا ہو گیا کہ آپ ﷺ کا انتقال ہی نہیں ہوا۔ ان کا یہ کہنا فرطِ محبت کے سبب تھا، نہ کہ نافہمی سے۔ اسی اثناء میں انصارؓ سقیفہ بنی ساعدہ میں جنازہ کے انتظار میں جمع ہو گئے۔ بعض کا خیال تھا کہ ''رسول اللہ ﷺ کے بعد استحقاق خلافت انصارؓ کو حاصل ہے۔ کیونکہ انہوں نے دین کی مدد کی، رسول اللہ ﷺ کو اپنے یہاں ٹھہرایا، ان کے ساتھ ہو کر اعداءِ دین سے لڑے''۔ لیکن کچھ مہاجرین بھی سقیفہ بنی ساعدہ اسی وقت پہنچ گئے تھے۔ رفتہ رفتہ اس امر کی اطلاع حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کو ہوئی۔ یہ دونوں بزرگ مع ابوعبیدہ بن الجراحؓ، جس قدر جلد ممکن ہو سکا، سقیفہ میں جہاں پر انصار جمع تھے، جا پہنچے۔ مشاورت کے دوران حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا:

مسئلہ خلافت پر مشاورت: حضرت ابوبکرؓ: ہم لوگ سابقین اوّلین میں ہیں، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ میں رہے، کفار کے ہاتھوں سے اِیذائیں اُٹھائیں، پھر انہیں کے ہمراہ ہجرت کی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ تم کو حق و نصرت نیز سابق الاسلام ہونے کا شرف حاصل ہے، بایں لحاظ ہم لوگ اُمراء ہیں اور تم وزراء ہو۔

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

مشاورت میں صحابہ کے ارشادات

حضرت حبابؓ بن المنذر بن الجموع: مناسب یہ ہے کہ ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک تم میں سے۔ دین کی اشاعت ہمارے ذریعہ سے ہوئی ہے، ہم لوگ خلافت رسول اللہ ﷺ کے مستحق ہیں۔

حضرت عمرؓ بن الخطاب: تم کو خوب یاد ہوگا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو تمہارے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کی ہے اور اگر تم کو استحقاق امارت ہوتا تو آنحضرت ﷺ تم کو وصیت کرتے۔

امینِ اُمت حضرت ابو عبیدہؓ بن جراح کہنے لگے: اے گروہ انصارؓ! اللہ سے ڈرو۔ تم لوگ وہ ہو، جنہوں نے سب سے پہلے آنحضرت ﷺ کی مدد کی۔ پس اب تم سب سے پہلے ان لوگوں میں سے نہ بنو، جنہوں نے اپنے طبائع کو متبدل و متغیر کر دیا ہو۔

حضرت بشیرؓ بن سعد النعمان بن کعب بن الخزرج: بے شک رسول اللہ ﷺ قبیلہ قریش سے تھے اور ان کی قوم امارت و خلافت کی زیادہ مستحق ہے۔ اور ہم لوگ اگرچہ انصارؓ دین اور سابق الاسلام ہیں، لیکن اس اسلام سے ہمارا مقصود اللہ تعالیٰ کا راضی رکھنا تھا اور اس کی اطاعت مدنظر تھی۔ اس کا معاوضہ ہم دُنیا میں نہیں چاہتے اور نہ اس بابت ہم مہاجرین سے جھگڑا کرنا چاہتے ہیں۔

مجھے یہ بات ناگوار معلوم ہوئی کہ میں امارت و خلافت کے لئے ایسی قوم

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

سے نزاع کروں جو اس کی مستحق ہے۔ کیا آپ نے نہیں سُنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "الائمة من قریش (یعنی امام قریش سے ہوں گے)"

اس کلام کے تمام ہوتے ہی انصارؓ و مہاجرینؓ نے اس حدیث کی تصدیق کر دی، جس سے حضرت حبابؓ بن المنذر کا خیال بدل گیا اور سب کے سب ایک خاموشی کی حالت میں ہو گئے۔

حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ اور حضرت ابوعبیدہؓ کی طرف بیعت کا اشارہ کیا۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ میں ہرگز بیعت نہ لوں گا جب تک ابوبکرؓ موجود ہیں۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے اس رائے سے اتفاق کیا۔

بیعتِ خلافت: تب حضرت بشیرؓ بن سعد انصاری نے اُٹھ کر سب سے پہلے حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ پھر حضرت عمرؓ اور حضرت ابوعبیدہؓ نے۔ پھر قبیلہ اوس نے۔ انہیں لوگوں میں حضرت اسیدؓ بن حضیر بھی تھے۔ ان کے بعد بیعت کرنے والے چاروں طرف سے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت پر امنڈے چلے آتے تھے۔ دیکھتے ہی دیکھتے ایسی کثرت ہو گئی کہ تل رکھنے کی جگہ نہ ملتی تھی۔

حضرت سعد بن عبادہؓ ایک گوشہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ علامہ طبری نے لکھا ہے کہ انہوں نے بھی تھوڑی دیر کے بعد اسی دِن حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی۔[1]

---

[1]......تاریخ ابن خلدون حصہ اوّل ص ۱۷۸۔طبری ج ۲

عبدالوحید الحنفی خادم اہلسنت

حضور پاک ﷺ کی جانشینی: حضور ﷺ کے بعد آپ ﷺ کے غلاموں میں سے کسی ایک نے مسلمانوں کا امیر بن کر قافلہ حق کی رہنمائی کرنا تھی۔ حضور ﷺ کے بعد ان کا نائب یا مسلمانوں کا امیر کون ہوتا؟ یہ سوال اتنا اہم نہ تھا، کیوں کہ کوئی تفرقہ نہ تھا۔ اسلامی فلسفہ حیات کے لحاظ سے اور حضور پاک ﷺ کے ارشاد کے مطابق جو امارت کا طلب گار ہوتا تھا، اس کو امارت نہ ملتی تھی اور امارت کی ذمہ داریاں پوری کرنے سے سب ڈرتے تھے۔ جب کہ بڑے بڑے صحابہؓ نے بھی یہ خواہش ظاہر کی کہ کاش وہ گھاس کا ایک تنکا ہوتے تا کہ روزِ قیامت اللہ کے سامنے حساب کتاب سے بچ جاتے۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ خلافت کے واقعاتی پہلو کا حقیقت پسندانہ جائزہ تاریخی عوامل سے پیش کیا جائے تا کہ اس پہلو کے با مقصد اصول آشکارا ہوں اور ہم اُن سے سبق سیکھ سکیں۔

(۲) صحابہؓ کرام اور خاص کر حضور پاک ﷺ کے خاص رفقا یعنی چار یارؓ اور عشرہ مبشرہؓ میں شامل صحابہؓ کرام کے عقیدہ یا کردار کا جائزہ لینا، سورج کو چراغ دکھانا ہے۔ اُن میں سے کوئی بھی ذاتی طور پر امارت کا خواہاں نہ تھا اور نہ ہی ان میں سے کسی نے ایسی کوشش کی۔

حضور ﷺ کے ان عظیم رفقاء کا ظاہر و باطن ایک تھا۔

حضرت علی اور خلافت: حضور پاک ﷺ کا ہر عمل اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق ہوتا تھا۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

وَ مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝

ترجمہ: اور نہ آپ اپنی نفسانی خواہش سے باتیں بناتے ہیں۔ ان کا ارشاد نری وحی ہے جو ان پر بھیجی جاتی ہے۔ (پ ۲۷ سورہ النجم آیت ۳ تا ۴)

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم یہ چاہتے تھے، وہ چاہتے تھے وغیرہ، تو ان کے لئے بہتر یہی ہو گا کہ وہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی شان کو سمجھنے کی مزید کوشش کریں۔ قرآن پاک اور سیرت طیبہ کا مطالعہ کر کے اپنے دِل و دماغ کو اور روشن کریں۔ قرآن پاک میں جنگ بدر کے سلسلہ میں یہ بات بالکل واضح تھی کہ:

وَ مَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى (الانفال آیت ۱۷)

ترجمہ: اور آپ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) نے (مٹھی بھر ریت) نہیں پھینکی، جب آپ نے پھینکی، لیکن اللہ نے پھینکی۔

حدیث میں ہے کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ایک مشت (مٹھی) خاک سے بھر کر تین مرتبہ "شَاهَتِ الْوُجُوْه (یعنی دشمن کے چہرے خراب ہوئے)" کہہ کر لشکر کفار کی طرف پھینکی تو قدرت خداوندی سے خاک کے ذرات کفار کے ناک اور آنکھوں میں اس طرح پڑے کہ وہ سراسیمہ ہو کر بھاگنے لگے۔

تو اللہ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی منشاء کو الگ نہیں کرنا چاہیے۔

(۲) ہم خلافت کے فلسفہ میں نہ جائیں کہ خلافت کا حق دار کون تھا

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

اور کون نہ تھا۔ کیوں کہ اگر ہم کوئی فیصلہ دے بھی دیں تو اُمت کو اس سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ کیوں کہ اپنے اپنے وقت پر جس کو خلافت ملنا تھی، وہ مل چکی اور سب اپنا اپنا فریضہ ادا کر کے دُنیا سے جا چکے۔ اب یہ بحث فضول ہے۔ کیوں کہ حضرت علیؓ المرتضٰی کے اپنے نمبر پر خلیفہ بن جانے کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رہا۔

جن کو حضور ﷺ سے حقیقی محبت ہے، اُن کو حضور ﷺ کے سب اصحابؓ و اہل بیتؓ سے محبت ہے۔ صحابہؓ اور اہل بیتؓ نے حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کو تسلیم کر لیا۔ سب مسلمانوں نے اُن کو خلیفہ تسلیم کر لیا۔

حضرت علیؓ کی بیعت: حضرت علیؓ سیدھے حضرت ابوبکرؓ کے پاس گئے۔ حضرت ابوبکرؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ میں آپ سے کچھ گفتگو کرنے آیا ہوں اور تخلیہ چاہتا ہوں۔ اور تخلیہ میں باتیں کیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ میں سقیفہ میں بیعت لینے کی غرض سے نہیں گیا تھا بلکہ انصار و مہاجرین کا نزاع رفع کرنے گیا تھا۔ میں نے خود اپنی بیعت کی درخواست نہیں کی بلکہ حاضرین نے بالاتفاق خود میرے ہاتھ پر بیعت کی۔ اگر میں ان لوگوں کے کہنے سے بیعت نہ لیتا تو بہت جلد اس قدر فتنہ وفساد برپا ہو جاتا کہ جس کا فرو کرنا امکان سے باہر تھا۔

حضرت علیؓ نے ہاتھ بڑھا کر حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔[1]

---

[1]......تاریخ ابن خلدون حصہ اوّل ص ۱۷۹

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

تمام مہاجرینؓ وانصارؓ اور حضرت علیؓ المرتضٰی نے حضرت ابوبکرؓ صدیق کی بیعت کی

علامہ ابن جریر طبری لکھتے ہیں:

(۱) زہری سے مروی ہے کہ عمرو بن حریث نے حضرت سعیدؓ بن زید سے پوچھا: کیا تم رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت مدینہ میں موجود تھے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ اس نے کہا: ابوبکرؓ کی بیعت کب ہوئی؟ حضرت سعیدؓ بن زید نے کہا: اسی دِن جس روز حضور ﷺ کا انتقال ہوا، کیوں کہ صحابہؓ نے اس بات کو اچھا نہ سمجھا کہ وہ ایک دو دن بھی بغیر جماعت رہیں۔

عمرو بن حریث نے پوچھا: کیا اس بیعت میں کسی نے حضرت ابوبکرؓ کی مخالفت کی تھی؟ حضرت سعیدؓ بن زید نے کہا: سوائے ان چند لوگوں کے جو مرتد ہو چکے تھے یا ہونے والے تھے، کسی نے مخالفت نہیں کی۔ البتہ اللہ نے انصار کے قضیے سے مسلمانوں کو بچالیا۔

عمرو بن حریث نے پوچھا: کیا مہاجرینؓ میں سے کوئی ایسا تھا، جس نے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت فوراً نہ کی ہو؟

حضرت سعیدؓ بن زید نے کہا: نہیں۔ تمام مہاجرین نے اسی وقت بغیر اس بات کے کہ ان کو بلایا جائے، خود آ کر ابوبکرؓ کی بیعت کر لی۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

(۲) حبیب بن ابی ثابت سے مروی ہے کہ حضرت علیؓ اپنے گھر میں تھے کہ کسی نے آ کر کہا کہ حضرت ابوبکرؓ بیعت کے لئے مسجد میں بیٹھے ہیں۔ وہ فوراً محض قمیض پہنے اور چادر باندھے اس ڈر سے کہ ان کو بیعت کرنے میں دیر نہ ہو جائے، گھر سے مسجد آئے، بیعت کی اور پھر ابوبکرؓ کے پاس بیٹھ گئے اور پھر کسی کو بھیج کر انہوں نے اپنے گھر سے اور کپڑے منگوا کر پہنے اور پھر وہیں بیٹھے رہے۔[۱]

حضرت ابوبکرؓ صدیق کی امامت میں حضرت علیؓ المرتضٰی کی نماز

حضرت علیؓ المرتضٰی نے حضرت ابوبکرؓ صدیق کی خلافت تسلیم کر لی اور ان کے پیچھے نماز ادا کرتے رہے۔ اب محبینِ حضرت علیؓ المرتضٰی کے لئے حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کو تسلیم کرنا ضروری ہے۔ ہاں جس کو حقیقی محبت نہ ہو، اُس کو کچھ کہنے کی ضرورت ہی نہیں۔ جس کو حضرت علیؓ کا فیصلہ منظور نہیں، اس سے بحث کی ضرورت نہیں۔

(۱) ثم تناول يد ابی بكر فبايعه

پھر حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ کا ہاتھ پکڑا اور آپ سے بیعت کی۔[۲]

(۲) ثُمَّ قَامَ وَ تَهَيَّا لِلصَّلٰوةِ وَ حَضَرَ الْمَسْجِدَ وَ صَلّٰى خَلْفَ اَبِىْ بَكْرٍ وَ خَالِدُ بِنُ وَلِيْدٍ يُصَلّٰى بِجَنْبِهٖ

---

[۱]...... تاریخ طبری ج ۲ حصہ اول ص ۴۰۹، [۲]...... کتاب الاحتجاج طبرسی ج ۱ ص ۱۱۰

www.khudamahlesunat.com

ترجمہ: پھر آپ کھڑے ہوئے، نماز کی نیت کی اور مسجد میں آئے اور حضرت ابوبکرؓ کے پیچھے نماز پڑھی اور حضرت خالدؓ بن ولید آپ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے۔[۱]

فائدہ: آپ کا مسجد میں آنا اور حضرت ابوبکرؓ صدیق کی بیعت کرنا اور پھر نماز پڑھنا اور حضرت ابوبکرؓ کے مقتدیوں میں کھڑا ہونا، دلیل ہے کہ حضرت علیؓ المرتضیٰ اہل السنّت والجماعت تھے اور ابوبکرؓ کو برحق خلیفہ مان کر ان کی بیعت کی اور ان کے پیچھے نماز پڑھی اور دِل سے خلافت تسلیم کی۔

رافضی کس کو کہتے ہیں؟ ایک رافضی مصنف محمد حسین ڈھکو لکھتے ہیں:

شیعانِ حیدر کرار کو اس لئے رافضی کہا جاتا ہے کہ وہ اُمت محمدیہ کے بعض مدعیانِ خلافت و امامت کی اتباع ترک کرتے ہیں۔[۲]

یعنی جو ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ کی خلافت کو نہیں مانتے، ان کو رافضی کہا جاتا ہے۔

اس عبارت میں رافضی نے اقرار کیا ہے کہ لوگ پہلے انہی (سُنّی) مدعیان خلافت و امامت کی پیروی کرتے تھے اور پھر انہوں نے اسے ترک کیا اور رافضی کہلائے۔

اس کا حاصل اس کے سوا کیا نکلتا ہے کہ سُنّی مذہب پہلے سے موجود تھا

۱......احتجاج طبرسی ج ۱ ص ۱۲۶، ۲......تجلیات صداقت محمد حسین ڈھکو ص ۹

اور رافضی مذہب بعد میں بنا۔ یہ کب بنا؟ اسی وقت سے جب انہوں نے اُن پہلوں کی پیروی ترک کی۔ تو اسلام کا نشان بن کر دُنیا میں پہلے کن لوگوں کا تعارف ہوا؟ انہی کا جو حق گو تھے۔[1]

خطبہ خلافت: حضرت ابوبکرؓ صدیق بیعت سقیفہ کے بعد مسجد نبویؐ میں آئے اور ممبر پر بیٹھ کر لوگوں سے بیعت عامہ لی۔ اس کے بعد کھڑے ہو کر حمد و نعت کے بعد حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا:

ایھا الناس قد ولیت علیکم و سلت بخیر کم فان احسنت فاعینونی و ان اسات فقومونی الصدق امانة و الکذب خیانة و الضعیف فیکم قوی عندی حتی اخذ له حقه و القوی ضعیف عندی حتی اخذ منه الحق ان شاء اللّٰه تعالی لا یدع منکم الجهاد فانه لا یدعه قوم لا اضربهم اللّٰه بالذل اطیعونی ما اطعت اللّٰه و رسوله فاذا عصیت اللّٰه و رسوله فلا طاعة لی علیکم قوموا الی صلواتکم رحمکم اللّٰه

ترجمہ: لوگو! میں تمہارا حاکم بنا دیا گیا ہوں، حالانکہ میں تم سے بہتر نہیں ہوں۔ اگر میں ٹھیک رہوں تو میری مدد کرو اور اگر بُری راہ اختیار کر لوں تو مجھے سیدھا کر دو۔ سچ امانت ہے اور جھوٹ خیانت

---

[1] ......تجلیاتِ آفتاب ص ۲۲

خدام اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

ہے اور تم میں جو کمزور ہے، وہ میرے نزدیک قوی ہے، جب تک کہ میں اس کا حق اسے نہ دلوا دوں۔ اور قوی میرے نزدیک کمزور ہے جب تک کہ میں اس سے حق واپس نہ لے لوں۔ کوئی شخص جہاد ترک نہ کرے، کیوں کہ اللہ جہاد چھوڑنے والوں پر ذلت ڈال دیتا ہے۔ تم میری اطاعت کرو جب تک میں اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا رہوں اور جب نافرمانی کرنے لگوں تو میری اطاعت نہ کرو۔ اچھا اب نماز کے لئے کھڑے ہو جاؤ، اللہ تم پر رحم فرمائے۔

صحابہ کرامؓ اور خلافت: صحابہ کرامؓ میں سے ہر صحابی اس قابل تھا کہ حضور پاک ﷺ کے بعد اگر آپ اس کے ذمہ امارت کرتے تو سنبھال لیتا۔ خصوصاً مہاجرین صحابہؓ اور عشرہ مبشرہؓ میں سے اپنی فوقیت کی وجہ سے کوئی صحابیؓ بھی خلیفۃ الرسول کے منصب پر فائز ہونے کا مستحق تھا۔

حضرت عمرؓ نے شاید اس سلسلہ میں کبھی کچھ سوچا بھی نہ تھا۔ اس لئے وہ جناب ابوعبیدہؓ بن الجراح کے پاس گئے اور ان کو کہا کہ وہ امین الامت ہیں، اس لئے وہ مسلمانوں کی خلافت کو سنبھالیں۔ دوسری طرف حضرت ابوبکرؓ نے کہا: یہ عمرؓ اور ابوعبیدہؓ موجود ہیں، ان میں سے جسے چاہو، امیر بنا لو۔ مگر ان دونوں نے کہا کہ آپ کی موجودگی میں ہم ہرگز اس منصب کو قبول نہیں کریں گے۔ کیوں کہ آپ مہاجرین میں سب سے بزرگ ہیں، غار میں رسول اللہ ﷺ کے رفیق رہے ہیں اور نماز کی امامت کے لئے رسول

خادم اہل سنت حافظ عبدالوحید حنفی

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین بن چکے ہیں۔ اور نماز ہمارے دین کا سب سے بڑا رُکن ہے۔ اس لئے آپ کے ہوتے ہوئے کسی کو یہ زیبا نہیں ہے کہ وہ اس کے لئے تقدیم کرے اور امارت قبول کرے۔ آپ اپنا ہاتھ بیعت کے لئے لائیں۔ چنانچہ جب حضرت عمرؓ اور حضرت ابوعبیدہؓ ان کے ہاتھ پر بیعت کرنے چلے تو حضرت بشیرؓ بن سعد انصاری نے ان سب سے سبقت کی اور سب سے پہلے انہوں نے حضرت ابوبکرؓ صدیق کی بیعت کی۔[1]

من گھڑت اور غلط روایتیں: اس واقعہ کے دوران لوگوں نے خوب خوب قصے اختراع کیے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ (عیاذ باللہ) حضرت عمرؓ نے حضرت فاطمہؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گھر جلا دیا، اس وجہ سے کہ وہاں وہ لوگ جمع ہوتے تھے، جنہوں نے بیعت سے تخلف (توقف) کیا تھا۔ اور کوئی کہتا ہے کہ حضرت عمرؓ حضرت علیؓ کی مشکیں باندھ کر بیعت کرنے کو پکڑ لائے تھے اور نعوذ باللہ حضرت فاطمہؓ کے ایک لات ماری تھی، جس سے اسقاط حمل ہوگیا۔ (الٰی غیر ذٰلک)۔ لیکن میرے نزدیک ان روایات کی اس کے سوائے کوئی اصلیت نہیں ہے کہ محبت کے پردے میں بھی لوگوں نے بزرگانِ دین کی ہر پہلو سے توہین کی ہے۔ (واللّٰہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم)۔[2]

---

[1] ...... تاریخ طبری ج ۲ حصہ اول ص ۳۴، ص ۱۸۰ رسولؐ اور خلفائے رسولؐ

[2] ...... تاریخ ابن خلدون حصہ اول

خدام اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

تاریخ اور راوی: (۲) جب پہلی المغازی کی تاریخیں ناپید ہونے لگیں تو کئی ادیب صاحبان نے الف لیلیٰ قسم کے رنگ کو تاریخ کا حصہ بنا دیا۔ جب کہ کچھ افسوس ناک پہلو بھی سامنے آئے۔ لفاظی، غلط بیانی اور نااہل لوگوں کے تبصروں نے حالات اور معاملات کی حقیقت کو تبدیل کر کے رکھ دیا۔ اس لئے تاریخ میں اگر کسی جگہ ایسے الفاظ نظر آئیں جو قرآن پاک کے احکام یا حضور پاک ﷺ کی سنت کی نفی کرتے ہوں تو یہ صحابہؓ کرام کے عمل کا حصہ نہیں ہو سکتے اور نہ ہی ہماری تاریخ کا حصہ بن سکتے ہیں۔ پُرانے زمانے کی اکثر کتب میں لوگوں نے اضافے کئے اور اپنے ان اضافوں کو مصنف کتاب کی طرف منسوب کر دیا۔ کیوں کہ قلمی نسخے آگے راوی لکھ کر منتقل کرتے تھے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

صرف قرآن پاک میں ایسے اضافے نہ کئے جا سکے۔ باقی کتب میں یہ راویوں کے اضافے اب بھی موجود ہیں۔ جہاں جہاں صحابہؓ دشمنی کے الفاظ مرقوم ہیں، اس سے راوی کے بغض صحابہؓ کا انکشاف ہو جاتا ہے۔

(۳) بدقسمتی سے المغازی کی تقریباً چالیس تاریخیں جو ابن اسحٰق سے پہلے لکھی گئیں، وہ ناپید ہیں۔ دراصل عباسی خلفاء کے زمانے میں ان تواریخ کی کتابوں کو ضائع کیا گیا۔ کیوں کہ انہیں لکھنے والے صحابہؓ اور صحابہؓ کے فرزندان اور تابعین و تبع تابعین نے اسلامی فلسفہ حیات کو صحیح طور پر پیش کیا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ تھا کہ مسلمان موت سے نہیں ڈرتے

تھے۔ بعد کے خلفاء کو ایسے لوگوں کا خوف دامن گیر رہتا تھا جو ان کے غلط کاموں پر فوراً روک ٹوک شروع کر دیتے تھے۔[1]

قلم دوات منگانے کی روایات: حضور ﷺ کی جانشینی یا خلافت کے بارے میں اگر تمام واقعات اور روایات کو مان بھی لیا جائے کہ حضور پاک ﷺ نے قلم دوات منگانے کے احکام دیئے، ان روایتوں میں یہ بات واضح ہے کہ قلم دوات نہ پہنچی اور کچھ بھی نہ لکھا گیا۔ تو ہم صرف اتنا تبصرہ کریں گے کہ اگر اللہ تعالیٰ اور حضور ﷺ چاہتے کہ قلم دوات کی لکھائی سے جانشینی کا فیصلہ اسی وقت ہو جائے تو ایسا ضرور ہو گیا ہوتا۔

(۲) اس سلسلہ میں اگر حضور پاک ﷺ جانشینی کے بارے میں کوئی واضح ہدایت دینا چاہتے تو زبانی بھی دے سکتے تھے، جیسا کہ بیماری کے ایام میں فرمایا:

مُرُوْا اَبَابَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ (بخاری شریف)

یعنی میری طرف سے ابوبکرؓ سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

چنانچہ اسی حکم کے تحت حضرت ابوبکرؓ نے آپ ﷺ کی حیات مبارکہ آخری ایام میں سترہ (۱۷) نمازیں پڑھائیں۔ اور اسی حکم سے حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح نے اجتہاد کرتے ہوئے فرمایا:

ابوبکرؓ نماز کی امامت کے لئے رسول اللہ ﷺ کے جانشین بن چکے

---

[1] ......خلفائے راشدینؓ کی جنگی حکمت عملی ج ۱ ص ۱۹ مولفہ میجر امیر افضل

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید

www.khudamahlesunat.com

ہیں۔ اور نماز ہمارے دین کا سب سے بڑا رُکن ہے، اس لئے حضرت ابوبکرؓ کے ہوتے ہوئے کسی کو زیبا نہیں کہ وہ اس کے لئے تقدیم کرے۔ الخ

چنانچہ سب صحابہؓ کرام کو یہ بات سمجھ آ گئی اور سب نے حضرت ابوبکرؓ صدیق کی بیعت کر لی۔ اور پھر مسجد نبویؐ میں بیعت کرنے والوں میں حضرت علیؓ المرتضیٰ پیش پیش تھے، جیسا کہ تاریخ طبری میں بھی اس کا تذکرہ موجود ہے۔

خلافت النبوۃ

اَلْخِلَافَةُ ثَلَاثُوْنَ سَنَةً ثُمَّ تَكُوْنُ بَعْدَ ذٰلِكَ مُلْكًا [1]

ترجمہ: خلافت تیس سال ہوگی پھر اس کے بعد بادشاہت ہوگی۔

خلافت قریش میں ہوگی: اَلْخِلَافَةُ فِيْ قُرَيْشٍ [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خلافت قریش میں ہے۔

---

[1]...... (صحیح) احادیث صحیحہ البانی جلد اول حدیث ۴۵۹ اخرجہ ابوداؤد (۴۶۴۶۔ ۴۶۴۷) والترمذی (۳۵/۲) والطحاوی فی مشکل الآثار (۳۱۳/۴) وابن حبان فی صحیحہ (۱۵۳۴۔ ۱۵۳۵ موارد) وابن ابی عاصم فی السنۃ (ق ۲/۱۱۴) ومستدرک حاکم (۳ /۷۱۔ ۱۴۵) و مسند احمد بن حنبل (۵ /۲۲۰۔ ۲۲۱) والرویانی فی مسندہ (۱/۱۳۶/۲۵) و ابویعلیٰ الموصلی فی المفارید (۲/۱۵/۳)،

[2]...... صحیح (۱) جامع الصغیر البانی جلد اول ۳۳۴۲ (۲) مسند احمد بن حنبل (۳) طبرانی (۴) عن عتبہ بن عبد الصحیحہ البانی حدیث ۱۸۵۱ (۵) السنۃ ابن ابی عاصم (۶) ابن عساکر)

خلفائے راشدینؓ

أُوصِيكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَإِنْ أُمِّرَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبْشِيٌّ فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِي فَسَيَرٰى اخْتِلَافًا كَثِيرًا فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ تَمَسَّكُوا بِهَا وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَإِيَّاكُمْ وَ مُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ[1]

ترجمہ: عرباض بن ساریہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وصیت کرتا ہوں تم کو اللہ سے ڈرنے کی اور بات سننے کی اور کہا ماننے کی اگرچہ حاکم ہو تم پر ایک غلام حبشی اور دیکھو گے تم بعد میرے سخت اختلاف تو لازم پکڑ لو تم میری سنت اور خلفائے راشدین (ہدایت یافتہ خلفاء) کی سنت کو مضبوطی سے پکڑنا اس کو دانتوں سے اور بہت بچو تم بدعت کے نئے کاموں سے اسلئے کہ ہر بدعت گمراہی ہے۔

---

[1]......صحیح (۱) مسند احمد بن حنبل (۲) ابوداؤد (۳) ترمذی بحوالہ ابن ماجہ عن عرباض بن ساریہ حدیث ۴۲ (۵) مستدرک حاکم: عن عرباض بن ساریہ (۶) الارواء ۲۴۵۵ (۷) شرح الطحادیہ ۵۰۱۔۷۱۵ (۸) السنۃ ۳۱،۵۴ جامع صغیر جلد اول حدیث ۲۵۴۹)

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

لشکرِ اُسامہ اور خلافت ابوبکرؓ صدیق

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں بہت سارے مسائل نے سر اُٹھایا:

(۱) مدعیانِ نبوت اُمڈ آئے۔

(۲) منکرین زکوٰۃ نے فتنہ کھڑا کر دیا۔

(۳) ملحدین دائرہ اسلام سے نکلنے لگے۔

(۴) قیصر و کسریٰ کی افواج نے جوابی کارروائیاں شروع کر دیں۔

(۵) منافقین بھی چالیں چلنے لگے۔

اور حضرت اُسامہؓ بن زید کی مہم ابھی تک جرف میں رُکی ہوئی تھی۔ بعض اصحاب رضی اللہ عنہم نے حضرت ابوبکرؓ صدیق کو مشورہ دیا کہ یہ مہم ملتوی کر دی جائے۔ کیوں کہ اگر مجاہدینؓ نکل گئے تو مدینہ خالی ہو جائے گا اور دشمنوں کو حملہ کا موقع مل جائے گا۔ لیکن حضرت ابوبکرؓ صدیق نے فرمایا: ''جس مہم کو رسول اللہ ﷺ نے روانہ فرمایا ہو، اس کو روکنے والا میں کون ہوں؟'' چنانچہ مہم کو روانہ فرمایا۔

حالت یہ تھی کہ حضرت اُسامہؓ گھوڑے پر سوار تھے اور حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ساتھ پیدل دوڑ رہے تھے۔ انہوں نے اُترنا چاہا تو صاحبانؓ نے منع کر دیا کہ وہ ان کے امیر ہیں۔ اور پھر ان سے اپنے اور حضرت عمرؓ کے پیچھے رہنے کی اجازت لی۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

رسول پاک ﷺ کے وصال مبارک کے باعث حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ المرتضیٰ بھی لشکر کے ساتھ نہ جا سکے۔

تیس ہزار کا لشکر جرار

کم و بیش تیس ہزار کا یہ لشکر بلقاء تک پہنچا۔ راستے کے تمام قبائل نے اطاعت قبول کی اور غیر مسلموں نے جزیہ ادا کیا۔ اس طرح یہ لشکر کم و بیش ایک ماہ کے بعد بامراد واپس لوٹا۔

اس سے غیر مسلموں کے دلوں میں اہل ایمان کی دہشت بیٹھ گئی اور وہ کسی بھی میدان میں جم کر نہ ٹھہر سکے۔

(انوارِ قیادت مؤلفہ بدر المنیر ص ۴۳۹ بحوالہ طبری ج ۲ حصہ اول)

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اَوَّلًا وَّ اٰخِرًا وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّہٖ دَائِمًا وَّ سَرْمَدًا

خادم اہل سنت عبدالوحید الحنفی

اوڈھروال تحصیل و ضلع چکوال (پاکستان)

ذیقعدہ ۱۴۳۲ھ ۲۰ ستمبر ۲۰۱۱ء

☆☆☆☆

تاریخِ اسلام (حصہ ہفتم) دُنیا میں اسلام کیسے پھیلا؟

اس حصہ میں عہد خلافتِ راشدہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مہمات اور فتوحات کا تذکرہ ہے کہ آپ کے دورِ خلافتِ راشدہ میں کون کون سے علاقے فتح ہوئے؟

دس سالہ دورِ نبوت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں رسول اللہ ﷺ کے ستائیس ۲۷ غزوات اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ساٹھ ۶۰ جنگوں کی مختصر تاریخ چھ حصوں میں پیش کی گئی ہے۔ (سلسلہ اشاعت نمبر ۲۷ تا ۳۲)

اس کو اہل السنّت کے مدارس میں بطور رائج کرنا از حد مفید ہے۔

ڈیزائننگ ❁ کمپوزنگ ❁ سکیننگ ❁ پرنٹنگ ❁ بک بائنڈنگ

النور مینجمنٹ ڈب مارکیٹ، پنوال روڈ چکوال zedemm@yahoo.com, 0334-8706701

alnoor Management
0334-8706701
النور